آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ❊ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۷ — فروری سنہ ۱۹۱۸ء — نمبر ۲

مطابق جمادی الاوّل سنہ ۱۳۳۶ھ

چندہ سالانہ ۲

معہ محصولڈاک

فہرست مضامین

(ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے)

اعلیحضرت خلیفۃ المسیح حکیم الامت مولٰینا مولوی نورالدین صاحب کی مجرب المجرب ادویہ

ہم نے ناظرین کی خاطر اپنے اُستادی المکرم کے تمام عمر کے مجربات بطور ہدیہ کے رکھدیئے ہیں۔ آپنے بے شک مجرب ادویہ دیکھی ہونگی۔ مگر لاثانی وجود کی ایجاد بھی لاثانی ہوتی ہے۔ جیسے فن طب میں بے مثل تھے ویسے ہی آپکے تیر بہدف ادویہ بے مثل ہیں ؛

حب اکسیر جنین یہ گولیاں آپکی تمام عمر کی مجرب المجرب ہیں انکے استعمال سے خاص فضل ربی سے کئی بھرے ہوئے ہیں۔ جو کہ اسقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دل کو پاس پاس کردیتی تھی۔ یا قبل از وقت حمل ضائع ہوجاتے تھے یا کچھ دن پیدا ہونیکے بعد زندہ رہکر فوت ہوجایا کرتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے نا امید و مایوس ہوچکے تھے۔ اب وہ گھران گولیوں کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ بھرے ہوئے ہیں۔ قیمت فی تولہ عہ

حب اکسیر بواسیر خونی کیسا ہی خون کیوں نہ جاتا ہو۔ انکے استعمال سے بند ہوجاتا ہے۔ اور دیر تک استعمال کرنے سے انشاءاللہ تعالیٰ کلی نجات ہوگی۔ قیمت ۲۴ گولی عہ

حب جاوید ضعف دل و دماغ۔ جگر۔ جسم میں سستی کاہلی۔ چہرہ بے رونق۔ بدن نحیف۔ آنکھیں زرد معدہ میں فتور آگیا۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ بیٹھکر اُٹھنے سے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ سر چکرا گیا۔ ان اصحاب کیلئے حب جاوید کا استعمال کرنا تندرستی کا بیمہ کرنا ہے۔ اور کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لانا انکا فرض ہے۔ قیمت ۴۵ گولیاں۔ صرف عہ

طحال پُرانی سے پُرانی طحال یعنی تاپ تلی کیوں نہ ہو ۲۴ روز کے استعمال سے انشاءاللہ تعالیٰ آرام آجاتا ہے ۲۴ عدد گولیاں عہ

مرہم پھوڑے پھنسی۔ پُرانے نئے زخم گندے گندے بلکہ ناسور تک بھی اسکے استعمال سے بالکل اچھے ہوجاتے ہیں قیمت ڈبیہ عہ

تریاق معدی کمزوری معدہ۔ ضعف ہضم۔ پیٹ کا پھولنا۔ قراقر۔ قے۔ متلی۔ بدہضمی۔ ترش ڈکار معدہ کی خرابی سے بے ترتیبی پاخانہ۔ اسہال۔ غذا کا ہضم نہ ہونا۔ ان امراض کے لیئے ہے۔ قیمت شیشی عہ

سرمہ نور کمزوری نظر۔ دھند۔ جالا۔ قریب کے ککرے۔ پڑوال۔ پھولا۔ تو ندی۔ لیسدار رطوبت کا جاری رہنا۔ آنسوؤں کا آنا۔ ان امراض ایکا نہایت مجرب المجرب سرمہ ہے قیمت ۶ ماشہ صرف عہ

ملنے کا پتہ:۔ **نظام جان۔ عبدالرحمٰن کاغانی۔ قادیان ضلع گورداسپور**

نوٹ۔ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ ۱۹۱۸ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت بعمدہ اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجیے۔ جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمتمیں روانہ کردیجائیگی ٭

دیکھیے

ایڈیٹر صاحب رسالہ تمدن دہلی اپنے رسالے کے اپریل نمبر میں کیا لکھتے ہیں۔ ملک میں بہت اشتہاری طبیب دوائیاں فروخت کر رہے ہیں اور انہیں کثرت ایسے لوگوں کی ہے جنکی وجہ سے واقعی مفید دوا کا بھی اعتبار قائم نہیں رہا۔ ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کے مشہور کارخانہ کی ادویہ جن میں سے دو کا تجربہ کے بعد ہم نے سال گذشتہ میں ریویو کیا در حقیقت ہم پانچوں میں اسوقت ہم دانت کے درد اور کان کے بہنے کے متعلق ہیں مجوزہ ہم اپنے تجربہ میں تیر بہدف پائیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا کارخانہ ملک میں بوقعت دیکھا جائیگا ٭

رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۱۲ء

جناب ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کی دوائیوں کی طرح کان بہنے کی دوا بھی تجربہ میں پوری اتری ہے اور کان کے امراض کیلئے لاثانی دوا ثابت ہوئی ہے ٭ اس کی قیمت فی شیشی ۱۲/ ہے اور پچکاری کانچ کی قیمت جس کا استعمال اسکے ساتھ ہوتا ہے ۴/ اور ان دونوں کا محصول ڈاک ۵/ ہے

اڈیٹر رہنمائے تعلیم لاہور

ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی کان بہنے کی دوا

کان کا بہنا یعنی کان پک کر اسکے اندر سے مواد کا نکلنا۔ نیا ہو یا پرانا اس دوا کے استعمال سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے۔ اس علاج میں چونکہ کان کو اندر سے دھو کر اسمیں دوا ڈالنی پڑتی ہے اسلیئے پچکاری کی بھی ضرورت ہوتی ہے قیمت فی شیشی (۱۲/) پچکاری کانچ (۴/) محصول ڈاک (۵/)

ڈاکٹر برمن کا جوہر پپرمنٹ

بہ غالباً سب ہی لوگ جانتے ہونگے کہ معمولی درد شکم میں جوہر پپرمنٹ کو استعمال کرتے ہیں مگر بازار کے جوہر میں دوسری چیزیں ملی ہوتی ہیں جسکی وجہ سے وہ پورا نفع نہیں کرتا ہے یہ پپرمنٹ کا خالص جوہر جاپان کے ایک مشہور کارخانہ سے تیار کرا کے منگوایا گیا ہے اور اسلیئے آدھے چاول کے برابر پان میں رکھکر کھانے سے منہ کی بدبو پیٹ کے درد اور ریاح کو دور کردیتا ہے کافور اور جوہر پپرمنٹ برابر حصوں میں تیل میں ملا دینے کے بعد وہ تیار شدہ تیل کنپٹی میں لگانے سے درد سر کو دور کرتا ہے پھلیل میں تھوڑا سا جوہر ملا کر درد کی جگہ مالش کرنے سے درد کو فوراً آرام ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ۶/ محصول ڈاک ایک سے چار تک ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

احمدیہ بُک ایجنسی قادیان

کی

بہت بڑی رعایت

دُرِّ مکنون نصف قیمت پر

آجکل کے ایام گرانی میں نصف قیمت پر دُرِّ مکنون جیسی بے بہا اور خوبصورت کتاب کا دینا گویا گھر کو لٹانا ہے۔ تاہم کثرت اشاعت کے خیال سے یکم مارچ سنہ ۱۹۱۸ء سے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء تک جو احباب مندرجہ ذیل فہرست میں کم از کم ایک روپیہ کی کتب طلب کرینگے۔ انکو دُرِّ مکنون قیمتی عہ/ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبل از دعویٰ تصنیف شدہ فارسی نظموں کا مجموعہ ہے۔ جو حال میں نہایت عمدہ کاغذ پر نہایت خوبصورت چھپوائی گئی ہے۔ بجائے ایک روپیہ کے آٹھ آنہ میں بھیجی جائے گی۔ فہرست یہ ہے:۔

تصانیف مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ لیکچر سیالکوٹ قیمت ۲/

۲۔ لیکچر لاہور پرانا چھپا عمدہ کاغذ قیمت ۴/

۳۔ دافع البلا علاج طاعون ۱/

۴۔ لا الہ الا اللہ پر دو بےنظیر تقریریں نماز و روزہ اور دعا کی حقیقت اور فلاسفی اور دعاوی کے متعلق ۳/

۵۔ مسیح موعودؑ کا آخری لیکچر ۱/

۶۔ ڈائری سنہ ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعودؑ ۵/

۷۔ ذکر الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی سنہ ۱۹۱۶ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر کا مجموعہ ۱۰/ اعلیٰ کاغذ پر عہ/

۸۔ لیکچر شملہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جسمیں مذاہب کے قائم مقاموں کو چیلنج ۲/

تصنیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

۹۔ تصدیق المسیح جسمیں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور اختلافات احمدی و غیر احمدی پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۷/

۱۰۔ حجۃ البالغہ۔ اسمیں علاوہ دعاوی مسیح موعودؑ کے وفات مسیح بخصوصیت سے نہایت دلچسپ اور مدلل پیرائے میں بحث کی گئی ہے قیمت ۴/

۱۱۔ ایک ہمدردانہ خط۔ غیر احمدی دوستوں کو بذریعہ خطوط تبلیغ کرنیکے لئے نہایت مفید ہیں۔ بحساب ۲۵ عدد فی روپیہ

متفرق

النبوۃ فی القرآن مؤلفہ جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری جسمیں مولوی محمد علی کی کتاب النبوۃ فی الاسلام اور اسمیں غیر مبایعین کے بڑے بڑے استدلالات کو از روئے قرآن کریم نہایت معقولیت سے توڑا گیا ہے قیمت ۶/

تیرہ پیغامی اعتراضات اور اسکا جواب۔ بطور جیبی ٹریکٹ بحساب ۲۵ عدد فی روپیہ۔

دیگر ہر قسم کی کتب پتہ ذیل سے طلب کریں:۔

خاکسار محمد فخر الدین ملتانی مالک احمدیہ بک ایجنسی قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نصیب پرنٹر و پبلشر صدر انجمن احمدیہ قادیان کیلئے طبع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدِ آخر زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارنامے

(نمبر ۲)

(مولوی شیر علی صاحب بی۔اے (مدظلہ العالی) کے انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

اس مضمون کے پہلے حصہ میں اس بحث پر بہ وضاحت روشنی ڈالی جا چکی ہے کہ حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منصب کیا تھا؟ اور کن زبردست وجوہ و دلائل کی بنا پر اسوقت مذہبی دنیا کے لیئے آپؑ کو اپنے جملہ دعاوی میں صادق اور فی الواقعہ مامور من اللہ ماننا لازم آتا ہے۔ اسپر سُنّت قدیمہ کی نہایت روشن مہر تصدیق لگ چکی ہے۔ اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مامور و مبعوث ہو کر دنیا میں کیا کچھ کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم ؂

اس سوال کا کہ آپؑ نے دنیا میں آکر کیا کیا؟ مجمل و مختصر جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہی کام کیا جسکے لیئے انبیاءؑ آیا کرتے ہیں۔ اور جو مامور من اللہ کا فرض منصبی ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی کامل معرفت اور سچی شناخت انسان کیواسطے محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے تئیں ظاہر نہ کرے۔ مگر ہمیشہ سے یہ اسکی عادت ہے کہ وہ اپنا جمال و جلال بنی نوع

انسان پر براہِ راست ظاہر نہیں فرمایا کرتا بلکہ وہ ابتدائے آفرینش سے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے جو اس کا مظہر ہوتے ہیں دنیا کو اپنا چہرہ دکھلاتا رہا ہے اور اُن (انبیاء و مرسلین) کا کام یہی ہوتا ہے کہ:-

انبیاء علیہم السلام کا کام

ا۔ اسی دنیا میں اُس بے نشان کی چہرہ نمائی کریں ؛

ب۔ جن اعتقادی اور عملی غلطیوں میں دنیا مبتلا ہو جاوے۔ اُن غلطیوں کا ازالہ کریں۔ اور جو امرِ حق اور راہِ راست ہو۔ اس کی طرف ہدایت کریں ؛

ج۔ جو لوگ اُنکو قبول کریں اور اُنکے ساتھ سچا تعلق قائم کریں۔ اُنکے نفوس کا تزکیہ کریں ؛

د۔ مومنوں کے حق میں بشیر ہوں اور منکرین کے واسطے نذیر ہوں ؛

اس زمانہ میں ایمان باللہ دنیا سے اٹھ چکا تھا

سب سے پہلے ہم اُن کے فرض اوّلین کو لیتے ہیں۔ جو دنیا کے لیئے انکا خدا نما ہونا ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا اس زمانہ میں خدا دنیا کی نظروں سے چھپا ہوا تھا جو احمد آخر زمان نے آنکر اسکو ظاہر کیا؟ سو حقیقت میں وہ ہستی لازوال باہمہ ہیبت و جلال کے اسوقت ایک مخفی خزانہ کی مانند مخلوق کی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ ہزاروں نہیں لاکھوں انسان یہی نہیں کہ عملی زندگی میں خدا کو بھلائے بیٹھے تھے بلکہ انکے دل بھی ہستی باری تعالیٰ کو ایک وہمی و فرضی ڈھکوسلا قرار دے چکے تھے حتیٰ کہ زبانیں تک برملا خدا کے عقیدہ کو خیالات اور توہمات باطلہ کی ذیل میں شمار کرتی تھیں۔ ازمنہ ماضیہ میں شائید کبھی ایسے اور اتنے خدا کے منکر نہوئے ہونگے جتنے اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو کم و بیش ہر ملک اور ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ دہریوں (ناستکوں) کی ایک کثیر تعداد ہر مذہب و ملت کے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہے جو کھلم کھلا کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) خدا کوئی چیز ہی نہیں۔ وہ مذہب کو ایک قابل مضحکہ حماقت سمجھتے اور مذاہب مختلفہ کے پیروؤں کو محض اُلّو یا احمق جانتے ہیں۔ جو گروہ مسلمہ طور پر خدائی کا منکر ہے اس سے قطع نظر۔ بظاہر کسی نہ کسی مذہب کے ماننے والوں میں بھی ایسے ہزاروں آدمیوں کا پایا جانا جو دراصل خدا کے ہونے کا دلی یقین نہیں رکھتے اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ زندہ خدا کا پاک چہرہ اسوقت عام طور پر لوگوں سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ پھر بہت سے ایسے ہیں جو گو زبان سے خدا کے منکر نہیں مگر انکے اعمال اور حالات صاف صاف گواہی دیتے ہیں کہ خدا کی ہستی پر سے ان کا ایمان اٹھ گیا ہے۔ یہ محض انکے نفس یا شیطان کا دھوکا ہے جو وہ اپنے آپکو خدا پر

عقیدہ رکھنے والوں میں گنتے۔ ورنہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بات ہمارے دل میں جمی ہوئی ہو اور ہمارے کام اسکے خلاف ہوں۔ جب کسی آدمی کو اس بات کا علم ہو کہ فلاں جگہ ایک زہریلا سانپ ہے تو وہ ہرگز اسجگہ ہاتھ نہیں ڈالنے کا کیونکہ اسے وہاں سانپ کی موجودگی کا دلی یقین ہے۔ اسی طرح جلتی ہوئی آگ کو ہاتھ میں لینا کیا چھونے تک کی جرأت کوئی نہیں کرتا کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ مینے ہاتھ لگایا تو یہ ضرور جلا دیگی۔ لیکن خدا پر بظاہر ایمان رکھنے والے ہزاروں آدمیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ شرمناک سے شرمناک اور سخت سے سخت گناہوں اور سیاہ کاریوں کے بھی بے دھڑک مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر انہیں سچ مچ خدا کے ہونے کا دلی یقین ہوتا اور نیز اسکا کہ وہ ہمارے کرتوتوں کو دیکھتا ہے اور اس کا کہ وہ شدید العقاب ہے جسکی سخت سزا سے کوئی اور بچانیوالا نہیں غرضیکہ اگر انہیں خدا تعالےٰ اور اسکی صفات پر سچا اور زندہ ایمان ہوتا وہ ہرگز ہرگز بدیوں اور شرارتوں کے پاس بھی نہ پھٹکتے۔ اور جھوٹ بولنا۔ چوری۔ دغا بازی۔ زناکاری۔ ابنائے جنس کی حق تلفی۔ وغیرہ وغیرہ تمام اقسام معصیت و جرائم کا خاتمہ ہو جاتا اور جمیع افعال شنیعہ جو دنیا کے آئین و قوانین مقدسہ یعنی شرائع مختلفہ میں بالاتفاق ممنوع ہیں اُنسے لوگ ایسا ہی اجتناب کیا کرتے جیسا کہ حق ہے۔ لیکن زمانہ کی صورت حال پر جو ہم نظر ڈالتے ہیں تو اسکے برعکس پاتے ہیں۔ کیا اہل دنیا کی ایک کثیر تعداد کھلم کھلا اور بڑی بیباکی سے ان جرائم اور گناہوں میں ملوّث نہیں دیکھی جاتی؟ اور کیا انکی یہ حالت بڑی زور سے اسپر دلالت نہیں کرتی کہ انکے دلوں سے خدا پر ایمان فی الواقع اُٹھ گیا ہے؟ اگر یہ افسوسناک غفلت و معصیت صرف عوام تک ہی محدود ہوتی تب بھی خیر ایک عذر ہو سکتا تھا لیکن حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ ہر مذہب میں جو لوگ علماء دین اور پیشوایان ملّت سمجھے جاتے ہیں وہ بھی ان شرمناک افعال سے بچے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ دوسروں سے بھی زیادہ ان مہلکات روحانی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں بڑے افسوس وندامت کے ساتھ اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان میں جرائم کا ارتکاب کرنے والے جتنے زیادہ بدنام کنندگان اسلام نکلتے ہیں اتنے اور کسی قوم کے لوگ نہیں۔ کسی جیلخانہ کے قیدیوں کی پڑتال کر کے دیکھ لیجئے آپ کو میرے اس بیان کی اچھی طرح تصدیق ہو جائیگی۔ اس ساری فضیحت اور خرابی کی جڑ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ لوگوں کا خدا پر ایمان نہیں رہا جیسا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے ہی خبر دیدی تھی۔ کہ اخیر زمانہ

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے چہرہ کو دنیا پر ظاہر کیا

میں ایمان دنیا سے اُٹھ جائیگا اور ایک فارسی النسل شخص اسے پھر نئے سرے سے دنیا پر قائم کریگا۔ یعنی مسیح موعودؑ کی ایک غایتِ بعثت تو یہی تھی کہ ایمان کو نئے سرے سے دنیا میں قائم کریں۔ خدائے تعالیٰ ایک کنزِ مخفی کی مانند دنیا کی نظروں سے چھپ گیا تھا اُس نے چاہا کہ دنیا کو پھر اپنا چہرہ دکھلائے پس اس نے حضرت احمد آخر زمان کو مبعوث فرمایا۔ ایمان باللہ اگر صرف ہماری نوک زبان پر ہو تو کس کام کا؟ اسکے ذریعے گناہ سے رستگاری کبھی حاصل نہیں ہو سکتی فقط دلائل بھی اس بارہ میں کافی موجب تسلی نہیں ہو سکتے۔ زبانی باتوں اور عقلی دلیلوں کا ماحصل تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ **ایک خدا ہونا چاہیئے** جو اس تمام موجودات کا خالق ہو۔ اس سے آگے عقل انسانی اور کچھ نہیں کر سکتی۔ لیکن خدا کی ہستی کا یقین آنیکے لیئے ضرورت ہے کہ اسکی آواز سن سکیں۔ تب کہیں ہم یہ کہنے کے قابل ہو سکیں گے کہ فی الواقعہ **خدا ہے** بھی۔ چنانچہ حضرت احمدؑ سے خدا خود ہمکلام ہوا اور اس نے آپؑ کو بتلایا۔ کہ تمام راستبازوں کا زندہ خدا میں ہوں آپؑ نے بے شمار مرتبہ اُس تعالیٰ کی آواز سنی۔ اس نے آئندہ کی نسبت بہت سے گہرے اسرار غیبیہ آپؑ پر کھولے جو باقی خلق اللہ کی نظروں سے پنہاں تھے۔ خدا نے آپؑ پر اپنا عالم الغیب اور قادر مطلق ہونا ثابت کر دکھلایا۔ حضرت احمدؑ نے خدا کی آواز اس کثرت سے سُنی اور اسکے علام الغیب ہونیکے اتنے ثبوت دیکھے کہ آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ خدا ہی ہے جو مجھ سے ہمکلام ہوتا اور اپنے علم و قدرت کے کرشمے دکھلاتا ہے۔ تب آپؑ کو اس خداوند قدیر کی جانب سے اصلاح و ہدایتِ خلق کی خدمت سپرد ہوئی اور حکم ملا کہ لوگوں کو میری طرف بلاؤ۔ اسپر آپؑ کمربستہ ہو کر اُٹھے اور ایک آسمانی قرنا کی صورت میں ہر چہار طرف منادی کرنے لگے کہ وہی خدائے یگانہ جو حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت کرشنؑ۔ حضرت زرتشتؑ۔ غرض تمام انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر ہوا تھا اور سب سے آخر رسول عربیؐ (فداہ نفسی) پر۔ آج مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمام اقوام عالم کو راہ راست کی طرف بلاؤں۔ بدیں غرض کہ دنیا پر ثابت ہو جائے کہ واقعی خدا آپ سے ہمکلام ہوتا ہے اور آپ خدا کے سچے مامور و مرسل ہیں آپؑ نے اپنے کثیر التعداد الہامات شائع بھی کر دیئے جو بڑی بڑی زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل تھے۔ چنانچہ جب آپ بالکل گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک ایسے گاؤں میں جو نہایت کس پرس۔ بے حقیقت اور

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں تائید الٰہی اور فتح و نصرت کے بارہ میں۔

گویا دنیا سے الگ ایک طرف کو پڑا ہوا تھا اور جبکہ لوگوں میں آپکی کوئی شہرت وعظمت نہ تھی خدا تعالےٰ آپ سے یوں ہمکلام ہوا:۔

(۱) دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ✣

(۲) خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھیگا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاویگا۔ اور میں تیری تبلیغ کو دنیا کے چاروں کونوں تک پہنچاؤں گا ✣

(۳) اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھٰی امر الزمان الینا۔ الیس ھٰذا بالحق ✣

(۴) ولا تیئس من روح اللّٰہ۔ ان روح اللّٰہ قریب ✣

(۵) الا ان نصر اللّٰہ قریب ✣

(۶) ینصرک اللّٰہ من عندہٖ ✣

(۷) ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ✣

(۸) انک باعیننا۔ یرفع اللّٰہ ذکرک۔ ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ ✣

(۹) وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدقٍ عند ربھم واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس ✣

(۱۰) الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ ✣

(۱۱) وان لم یعصمک الناس یعصمک اللّٰہ من عندہ یعصمک اللّٰہ من عندہ

(۱۲) یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق ✣

(۱۳) حان ان تعان وتعرف بین الناس ✣

(ترجمہ)

(۳) جب خدا کی فتح و نصرت آئیگی اور لوگ ہماری طرف رجوع کرینگے اسوقت یہ کہا جائیگا کہ کیا یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہ تھا؟ ✣

(۴) خدا کے فضل و رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یاد رکھو خدا کی رحمت قریب آگئی ہے ✣

(۵) یاد رکھو خدا کی رحمت قریب آگئی ہے ✣

(۶) خدا خود تیری امداد فرمائے گا ✣

(۷) لوگ جنہیں ہم آسمان سے وحی کرینگے تیری امداد کرنیوالے ہونگے ✣

(۸) تو ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ خدا تیرے نام کو بلند کریگا اور دو نو جہان میں تجھ پر اپنی نعمت تمام کریگا ✣

(۹) خوشخبری دے اُن لوگوں کو جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا کے حضور انکا قدم راستبازی کا ہے اور جو کچھ تجھے وحی کیا جاتا ہے انہیں پڑھکر سنا۔ خلق خدا سے بے اعتنائی نہ کرنا اور انسے اکتا نہ جانا ✣

(۱۰) کیا اللہ اپنے بندے کے واسطے کافی نہیں ہے؟

(۱۱) اگر لوگ تیری حفاظت نہ بھی کریں تو خدا خود تیرا حافظ و نگہبان ہوگا۔ یقیناً

وان لم یعصمک الناس ✣

خدا تیرا نگہبان ہوگا خواہ لوگ تجھے پھنسانے کے بھی درپے ہوں ۔

(۱۲) خدا کی مدد تجھے دُور دُور کی راہوں سے پہنچیگی ۔ وہ رستے جنسے خدا اپنی امداد بھیجے گا کثرتِ آمد و رفت کے سبب گہرے ہوجائینگے اور لوگ دُور دراز مقامات سے تیرے پاس آئینگے ۔

(۱۳) وہ وقت قریب آلگا ہے جبکہ تیری امداد و نصرت کیجاویگی ۔ اور لوگوں میں تیری شہرت ہوگی ۔

یہ الہامات اتنے واضح ہیں کہ بالکل محتاج تشریح نہیں اور انکی صداقت نہایت صریح و ناقابل تردید ہے کیونکہ واقعات بڑے زور کے ساتھ انکی سچائی کے گواہ ہوچکے ہیں ۔ خدائے قادر مطلق ایک گمنام و کس مپرس انسان کو مخاطب فرماکے اسے حیرت انگیز وعدے اور بظاہر انہونی خوشخبریاں دیتا ہے ۔ وہ وعدہ فرماتا ہے کہ میں آپ تیرا حافظ و ناصر ہونگا ۔ اور یہ کہ تجھے اتنی شہرت حاصل ہوگی کہ ہر طرف سے لوگ جوق جوق تیرے پاس آئیں گے ۔ لوگوں کی آمد و رفت اس کثرت سے ہوگی کہ قادیان کا رستہ گھس گھس کر گہرا ہوجائے گا ۔ بہت سے انسان تجھے قبول کرینگے اور تیرے سلسلہ کی اعانت کرینگے دشمن تیری بیخکنی پر ناخنوں تک زور لگائینگے اور تیرے پیس ڈالنے پر کمربستہ ہونگے مگر ان کے سارے منصوبے خاک میں ملجائینگے اور تیرا ذکر خیر اور تیری بلند نامی کا شہرہ دنیا کے کناروں تک پہنچ کے رہیگا ۔ تیرے فیض صحبت کے بھوکوں کی بھیڑ بھاڑ اسقدر ہوا کریگی کہ قریب ہے کہ تو ہجوم خلائق سے گھبرا جائے مگر تو انکے ہجوم سے اکتا نہ جائیو بلکہ مہربانی و مدارات سے انکے ساتھ پیش آنا ۔ ان الہاموں میں الٰہی وعدوں کا پورا ہونا مذکور تھا ۔ مگر یہ بات حضرت احمدؑ کے اختیار سے باہر تھی کہ خود ہی اپنی طاقت سے مذکورہ بالا بشارتوں کے مطابق واقعات کو ظہور میں لے آئیں ۔ پس خدا نے ہی اپنی طاقت کاملہ سے ان وعدوں کے موافق آپ کی تائید و نصرت فرمائی ۔ اور وعدہ امداد بھیجی ۔ آپؑ کے دعاوی کا اعلان ہوتے ہی مخالفت کا ایک طوفان بلاتمیز اُٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ مولویوں نے آپ پر کفر کے فتوے لگائے ۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ آپکے خلاف بھڑک اٹھے اور آپ کو

مٹانے کے لیئے یک دل و یک جان ہو گئے۔ نام کے مسلمانوں کو انکے متعصب مولوی ملانوں نے آپؑ کے خلاف بھڑکایا۔ منبروں پر چڑھ چڑھ کر آپ کے خلاف اشتعال پیدا کرنیوالے خطبے پڑھے گئے۔ اور جہلاء و عوام کو آپؑ کی مخالفت پر برانگیختہ کیا گیا۔ جن نیک نہاد افراد ملّت نے آپؑ کو قبول کیا انکے خلاف ایذا رسانی و عداوت کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا گیا حتیٰ کہ ناخدا ترس مخالفوں نے بعض بیگناہوں کے قتل ناحق سے بھی دریغ نہیں کیا۔ مسیحی لوگوں نے اپنی نفرت اور تعصب کے جوش میں آپ کو عدالت کچہری تک کھینچا۔ اور آپ پر سازش قتل کا جھوٹا مقدمہ بنانے کو بھی روا رکھا۔ آریہ سماج الگ آپ کی جان کی دشمن ہو گئی جبکہ لیکھرام نام اس کا ایک مشہور لیڈر آپکی پیشگوئی کے مطابق دردناک موت کا شکار ہوا۔ گرو نانک صاحب رح کے "پیراہن آسمانی" یعنی چولا صاحب کے حیرت انگیز و انقلاب خیز انکشاف پر سکھ اس فرستادۂ برحق کے برخلاف غیظ و غضب میں بھر گئے۔ کیونکہ جس چولے کو انکے مقدس پیشوا نے مدّت العمر حرز جان بنائے رکھا اور بعد مردن بھی وہ ابتک اس مرد خدا کے قابل تعظیم تبرکات میں شمار ہوتا ہے اور جو صدیوں سے ایک راز سربستہ کی طرح خدا جانے کتنے غلافوں اور رومالوں سے ڈھکا ہوا چلا آیا تھا۔ اسکی حقیقت سے آپؑ ہی نے الہام الٰہی کے ذریعہ مطلع ہو کر پردہ اٹھایا اور دنیا کو بتلایا کہ اسپر جو جو پاک کلمات اور قرآنی آیات مرقوم ہیں وہ عین اسلامی تعلیم کا عطر یا خلاصہ ہیں چنانچہ آپنے ایک کتاب اسپر لکھکر شائع کی اور گرو صاحب کے پیروؤں کو آگاہ کیا کہ جس رنگ کی غلامی کا تم دم بھرتے ہو وہ تو خود اسلام کا ایسا شیدا تھا پھر تم اس دین حق سے بیگانہ رہکر کیونکر اسکے سچے پیرو ہو سکتے ہو؟ غرض اس عظیم الشان تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کے بجائے سکھ بھی آپکے دشمن ہو گئے۔ ان مخالفتوں کے ضمن میں حضرت احمدؑ کو مختلف اطراف سے قتل کی دھمکیاں بھی دیگئیں۔ مگر خدا نے ہر دشمن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کی اور آپکی سپر بنا۔ آپکے دعاوی مذہبی دنیا میں ہلچل ڈالنے والے تھے اور آپکے اعلانات نے ایک تہلکہ مچا دیا تھا۔ جنسے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے

صدیوں کے خیالات وعقائد درہم برہم ہو گئے۔ مگر باوجود ان تمام اسباب مخالفت کے ہزارہا آدمیوں نے آپکو مسیح موعود اور مہدی مانا اور لوگ ہر طرف سے جوق جوق آپ کی غلامی کا شرف حاصل کرنے آئے۔ چنانچہ اسوقت خدا کے فضل سے آپ کا نام دور دور تک روشن ہو رہا ہے اور آپ کے سلسلہ کی دعوت دنیا کے کناروں تک پہنچ رہی ہے آپ کے سلسلہ کو خدا کے فضل سے روز افزوں ترقی ہے۔ اسکی شاخیں دور دراز اقطاع ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ممالک غیر تک میں پھیل گئی ہیں اور دن بدن بڑھتی جاتی ہیں مثلاً افغانستان سیلون۔ مالابار۔ آسٹریلیا۔ ماریشس۔ نائیجیریا۔ انگلستان وغیرہ میں۔ احمدیت کی تحریک ارادۂ الٰہی کے ماتحت اس زور شور سے جاری ہے کہ ہزارہا سعید روحیں جوق جوق آپ کے جھنڈے تلے پناہ لینے کو چلی آرہی ہیں۔ الغرض خداوند قدیر وغیور کے منہ کی پاک باتیں بڑی صفائی اور شوکت کے ساتھ پوری ہو کر رہیں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اُس قادر کریم ہستی کے علم اور قدرت کا ظہور یوں ہوا کرتا ہے فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک ٭

لیکن اسی پر بس نہیں۔ خواب غفلت میں سوتی ہوئی مخلوق کو جگانے اور یہ ثابت کرنیکے لیئے کہ خدائے تعالیٰ فی الواقعہ ہے اور وہ اب بھی اپنے پیاروں سے اسی طرح کلام کرتا ہے جیسے پہلے زمانوں میں کیا کرتا تھا۔ احمد آخر زمان علیہ السلام نے اپنے کئی اور الہام بھی شائع کیئے جو بڑی زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل تھے اور وہ بھی بفضلہ ایسے ہی زور کے ساتھ پوری ہوئیں وہ پیشگوئیاں اور الہامات اتنے کثیر التعداد ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں اُن سب کو بہ تفصیل و ترتیب بیان کرنے کی گنجائش نہیں لہذا صرف چند پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے مصائب وآفات

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ پچھلی کتب مقدسہ میں ذکر آیا ہے کہ پیغمبر موعود کا زمانہ بڑی بڑی ہولناک تباہیوں اور آفات ارضی وسماوی کا زمانہ ہوگا۔ جسمیں پے در پے وبائیں پھیلیں گی۔ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑینگے اور اسی طرح اور بھی بہت سی دردناک و بربادی بخش مصائب نازل ہونگی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فی الواقعہ اس زمانہ میں جو جو بلائیں دنیا کے واسطے مقدر تھیں ایک ایک کر کے سبھی کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے۔ لیکن انکے متعلق نہایت اہم اور قابل لحاظ امر یہ ہے کہ اگلے صحیفوں میں وہ ہونیوالی باتیں اشارات یا اجمال کی شکل میں مذکور تھیں تو حضرت احمد کی پیشگوئیوں

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی درباره طاعون

میں انمیں سے ہر ایک کا برسوں پہلے کہیں زیادہ تفصیل و وضاحت کے ساتھ ایسا نقشہ کھینچا گیا جو واقعات پر حرف بحرف چسپاں ہے۔ مثلاً وبائے طاعون ہی کو لو جس کا ابھی اس ملک میں کہیں نام و نشان تک نہ تھا کہ آپ نے کئی سال قبل اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ پیشگوئی بڑے دعوے کے ساتھ شائع کر دی کہ ہندوستان میں ع ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے۔ سب سے پہلے براہین احمدیہ میں آپ نے بذریعہ الہام الٰہی اسکے پھیلنے کی خبر دی۔ پھر نور الحق میں۔ پھر حمامۃ البشریٰ میں۔ اسکے بعد سراجِ منیر میں۔ غرض آپ پے در پے تحدی کے ساتھ اس پیشگوئی کا اعلان فرماتے رہے اور یہ تمام کتابیں طاعون پھوٹنے سے برسوں پہلے چھپکر اطراف ملک میں شائع ہو چکی تھیں اور آخر فروری ۱۸۹۸ء میں آپ نے ایک مختصر مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو خبردار کیا کہ پنجاب میں ایک سخت وبا پھیلنے والی ہے اور بتلایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مختلف حصص ملک میں طاعون کے سیاہ پودے لگائے جا رہے ہیں۔ پھر جس زور کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور جیسے جیسے ہولناک نظارے اس مہلک وبا کی تاخت و تاراج نے سرزمین پنجاب کو دکھائے معزز ناظرین اکثر جانتے ہی ہونگے کہ لاکھوں ابنائے ملک دیکھتے دیکھتے طاعون کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ہزارہا مکان بے چراغ و ویران ہو گئے۔ بعض بستیاں اس وبا کے شدید حملوں سے ایسی تباہ ہوئیں کہ گویا کبھی آباد تھیں ہی نہیں۔ محلے کے محلے سنسان ہو گئے۔ مردہ کتوں کی طرح ایک ساتھ بہت سی لاشیں ٹھیلوں پر لاد لاد کے بے غسل و کفن گڑھوں میں پھینکی جاتی رہیں۔ بلکہ بعض مقامات میں کئی کئی دن تک اُٹھانے والا بھی کوئی نہ ہو اور یونہی گھروں میں سڑتی رہیں۔ غرض طاعونی حملوں کے نظارے ایسے ایسے مہیب اور عبرت خیز و دردانگیز سننے میں آئے ہیں کہ الامان ؛

حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تباہی سے بہت پہلے ٹھیک وقت پر ابنائے ملک کو متنبہ کر دیا تھا۔ کہ اس پُر ہیبت عذابِ الٰہی سے بچنے کا چارہ کار سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہے کہ لوگ خوفِ خدا اور خشیۃ اللہ سے کام لیں اپنے اندر پاک تبدیلی کریں اور جس خدائے قہار کی بھیجی ہوئی یہ بلا دنیا کی اپنی ہی شامت اعمال سے آئی ہے اسی کے حضور عاجزی اور گریہ و زاری کریں کیونکہ جس نے اپنی حکمت و قدرت سے غافل مخلوق کی تنبیہ و اصلاح

کی غرض سے اسکو انپر مسلط کیا ہے بجز اسکے اور کون اسکو ٹال سکتا ہے؟ لیکن آہ! غفلت شعار دنیا دار کب ایسی باتوں پر کان دھرتے ہیں؟ خدائے تعالیٰ کے مامور لاکھ ہمدردی و دلسوزی سے انہیں نیک و بد سمجھائیں مگر انہیں پروا نہیں ہوتی۔ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے۔ چنانچہ طاعون نہایت شدومد سے انکے عزیزوں اور دوستوں کا برابر صفایا کیئے گئی اور وہ بدستور اپنے نشۂ غفلت و انکار میں مخمور رہے۔ اب مقام غور ہے کہ اس نذیر کا انذاری کلام کسقدر زور اور صراحت کے ساتھ حرف بحرف پورا ہوا جس کا کسی طرح انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر افسوس تھوڑے ہیں جو تقویٰ اور خوفِ خدا سے کام لیکر عبرت حاصل کرتے ہوں اس سے پہلے کہ خود ہی عذابِ الٰہی کا شکار ہو جائیں ٭

اسی طرح حضرت احمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپ اور دیگر مسیحی ممالک کے متعلق بھی اب سے بہت پہلے یہ پیشگوئی کھلے لفظوں میں شائع کردی تھی کہ

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی"

جس کا اعلان آپنے اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں کیا تھا۔ اور اب وقت ہے کہ یورپ اور دیگر مسیحی ممالک کے لوگ اہل ہند کی افسوسناک مثال سے عبرت حاصل کریں۔ خدارا ہمارے ہموطن اپنے برادرانِ مغرب کے کانوں تک یہ پیغام جس طرح بن پڑے پہنچاویں کہ خدا کا مسیح خدا تعالیٰ سے خبر پاکر انکے متعلق بھی ایسا ہی انذاری اعلان کرچکا ہے۔ تم نے تو اس کی پروا نہ کی بلکہ حقارت کے ساتھ اسکو ٹال دیا جس کا افسوسناک خمیازہ تم آجتک بری طرح بھگت رہے ہو۔ اگر خدانخواستہ انہوں نے بھی غفلت و بے اعتنائی میں تمھاری ہی پیروی کی تو اندیشہ ہے کہ کہیں انکو بھی ایسا ہی خمیازہ نہ بھگتنا پڑے ٭

پھر دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء میں آپ نے اپنے ہموطنوں کو وحی الٰہی کے ماتحت ایک اور خطرہ سے آگاہ کیا۔ اور وہ "زلزلہ کا دھکا" تھا۔ بعد ازاں مئی سنہ ۱۹۰۴ء میں آپنے ایک اور الہام الٰہی شائع کیا جسکے الفاظ یہ ہیں:- عفت الدیار محلھا و مقامھا یعنی انسانوں کے کیا عارضی کیا مستقل تمام مسکن مسمار و پیوند زمین ہوگئے۔ پھر یہ پیشگوئی کیسی ہولناک شکل

یورپ میں بھی ایک قسم کی طاعون پھیلنے کی پیشگوئی

زلزلہ [illegible] پیشگوئی

میں پوری ہوئی۔ اکثروں کو یاد ہوگا کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ کسقدر بربادی بخش اور پُرہیبت تھا۔ کانگڑہ کی خوبصورت وادی کو ایک ہی دھکے نے حسرت خیز و عبرت انگیز ویرانہ بنادیا۔ ۲۵ ہزار جانیں چشم زدن میں تلف ہوگئیں اور اس طرح جو کچھ احمدؐ پاک نے قریباً سال بھر پہلے خبر دی تھی وہ حرف بحرف پوری اُتری ؁

مگر اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے خوفناک زلزلہ کے بعد آپؑ نے متعدد پیشگوئیاں اور بھی شائع کیں جنمیں خبر دی گئی تھی کہ ابھی کچھ اور بھی شدید زلازل مختلف اقطاعِ عالم میں آنیوالے ہیں۔ اور خوفناک بھونچال ہی نہیں بلکہ دیگر غیر معمولی آفات اور بلائیں بھی نازل ہونگی چنانچہ مارچ ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ جیسا میں الوصیت صفحہ ۳ و ۴ میں لکھ چکا ہوں ان پیشگوئیوں میں فقط ایک ہی زلزلہ کی خبر نہیں دی گئی بلکہ بہت سے زلزلوں کا پتہ لگتا ہے۔ ۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کو آپؑ نے یہ الہام شائع فرمایا کہ "**موتاموتی لگ رہی ہے**" ان لفظوں پر غور کرو اور خود بہ نظرِ انصاف دیکھکر بتلاؤ کہ کیا موت ہر طرف بڑی شدت و سُرعت سے اپنا کام نہیں کرتی رہی؟ کیا گذشتہ چند سال کے اندر جنگوں۔ بغاوتوں فسادوں۔ وباؤں طوفان۔ جہازات کی غرقابی و تباہی۔ کارخانوں کے حادثات وغیرہ وغیرہ آفات ارضی وسماوی میں اس الہام الٰہی کے دنیا میں شائع ہونیکے بعد دستِ اجل نے حیاتِ انسانی پر کچھ کم ہاتھ صاف کیا ہے؟ زلازل کی پیشگوئی جس ہیبت و شوکت سے پوری ہوئی بلکہ عرصہ تک بار بار اسکا ہولناک ظہور ہوتا رہا دنیا سے مخفی نہیں۔ کانگڑہ کا زلزلہ گویا ایک پیش خیمہ تھا بہت سے مسلسل بربادی بخش زلزلوں کا جنمیں ہزارہا نفوس نہایت خوفناک طور پر موت کا شکار ہوئے۔ اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ زمانۂ حال کے اِن زلزلوں نے کیا بلحاظ بار بار اور جلد جلد آنیکے اور کیا بلحاظ مہیب و تباہ کُن ہونیکے پچھلے تمام زلازل کو مات کردیا ؁

حضرت احمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اسقدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں

عام طور پر زلازل کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہُوا کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان سے ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔" (ص ۲۵۶)

یہ پیشگوئی اس صفائی سے پوری ہو کے رہی کہ محتاج تشریح نہیں۔ کیا واقعات نے لفظ بلفظ اسکی سچائی پر مُہر نہیں کردی؟ کیا جو زلزلے اس پیشگوئی کے شائع ہونیکے بعد آئے انہوں نے ایسی تباہی و بربادی نہیں کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں ملنی محال ہے؟ پیارے ناظرین ! ذرا غور کرو۔ کیا یہ بات بھی حضرت احمدؑ کے قبضۂ قدرت میں تھی کہ عدیم المثال کثرت و شدّت سے زلزلے ضرور ہی آئیں۔ نہیں بلکہ یہ خدائے علیم و قدیر کا ہی کام تھا کہ ان ہولناک حوادث کے وقوع کی پہلے اپنے مامور کو خبر دی پھر ان (حوادث زلازل) کو ظہور میں لاکر دکھلا دیا۔

پھر دیکھو موجودہ عالمگیر جنگ کیسا زلزلۂ عظیمہ ہے جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کی بنیادوں کو ہلا ڈالا ہے۔ مگر احمد علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں جبکہ کسی کو ان واقعات کا وہم و گمان بھی نہ تھا دس سال پہلے بذریعہ الہام الٰہی خبر پاکر اس کا کیسا ہُو بہو نقشہ کھینچ دیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی مشہور نظم مندرجہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:۔

موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئی

اِک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد — جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر و مرغزار
آئیگا قہرِ خدا سے خلق پر اِک انقلاب — اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے — کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیروزبر — نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن — صبح کر دیگی اُنہیں مثلِ درختانِ چنار

ہوش اُڑ جائینگے انساں کے بنیگے پرند و حواس | بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی | راہ کو بھولینگے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آبِ رواں | سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار
مضمحل ہو جائیں اُس خوف سے سب جن و انس | زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان | آسماں حملے کرے گا کھینچکر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس | اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا | کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بُردبار

کیا یہ پیشگوئی اس جنگ کی شکل میں اپنی تمام ہولناک تفصیلات کے ساتھ پوری نہیں ہو رہی ہے؟ اور کیا زار رُوس کی موجودہ حالتِ زار احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو حرف بحرف سچا ثابت نہیں کر رہی ہے؟

رہا یہ امر کہ اصل پیشگوئی میں تو زلزلہ کا لفظ ہے پھر اسے جنگ پر کیسے چسپان کیا جاتا ہے؟ سو اس کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں کہ گو آنیوالی مصیبت کو وحی الٰہی میں زلزلہ سے تعبیر کیا گیا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ خوفناک آفت ضرور زلزلہ ہی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اس سے کوئی اور بڑی بھاری مصیبت مراد ہو جو زلزلہ سے تعبیر کی جاسکے (ملخص از براہین پنجم صفحہ ۱۲۰)۔ چنانچہ دیکھو مسٹر لوائڈ جارج وزیر انگلستان اس جنگ کی مصیبت کو کن لفظوں میں بیان کرتے ہیں:۔

وزیر اعظم انگلستان کی شہادت کہ موجودہ جنگ ایک زلزلہ ہے

"یہ ایک زلزلہ ہے جو یورپین زندگی کی چٹان کو اسکی بنیادوں تک سے متزلزل کیئے دیتا ہے۔ یہ اُن ہلا دینے اور تہ و بالا کر دینے والے بھونچالوں میں سے ایک ہے جنمیں اقوام عالم ایک ہی جست کے اندر کئی نسلوں کے برابر پیچھے ہٹ جاتی یا آگے بڑھ جاتی ہیں۔ رسوم قومی یا آئین ملکی میں بدنظمی و خلل پڑ جانے کا تو ذکر ہی کیا جسپر اسوقت تمام تر جرح و قدح ہو رہی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کو ایک زلزلہ کے ساتھ تو مقابلہ کرنا ہو اور لگو ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اڑنے اور جھگڑنے۔"

پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت احمدؑ کو اس پیشگوئی کے پورا ہونیکا یقین

کیسا پختہ تھا۔ چنانچہ مندرجہ بالا نظم کے علاوہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اسلیئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اور توبہ کرنیوالے امان پائینگے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں انپر رحم کیا جائے گا۔"

پھر یہی نہیں کہ آپ نے آیندہ آفات و مصائب کی گول مول لفظوں میں خبر دی ہو بلکہ اس عالمگیر عذاب سے متنبہ کرتے وقت جا بجا کہ ہر ایک براعظم کو مخاطب فرمایا ہے اور خود سرزمین ہند کو بھی خواب غفلت سے جگایا ہے۔ کاش ہمارے ابنائے وطن خدا کے مامور کی اس آواز پر کان دھریں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔۔۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کیئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔

الہامی پیشگوئی

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے دائرہ اثر میں تدریجی وسعت

جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ
زندہ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷)

ایک اہم اور نمایاں خصوصیت آپؑ کی پیشگوئیوں میں یہ پائی جاتی ہے کہ اُن کا دائرۂ اثر
مُرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ وسیع ہوتا چلا گیا ہے۔ چنانچہ آپ کی ابتدائی پیشگوئیاں تو ہم
دیکھتے ہیں کہ بلحاظ ظہور کے اکثر و بیشتر اپنے گاؤں ہی کے متعلق ہوتی تھیں۔ اور جب
آپکو آئندہ کے واقعات کے بارہ میں کوئی الہام الٰہی ہوتا تو آپ چند واقف کاروں کو بُلاتے۔
جنمیں ہندو بھی ہوتے تھے اور مسلمان بھی انہیں طلب فرما کے آپؑ انکو بتلاتے کہ آج مجھے
اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے۔ اس سے آپؑ کی غرض یہ ہوتی تھی کہ تا وہ لوگ گواہ رہیں اور جب
الہام پورا ہو تو اسکی سچائی کی شہادت دیں۔ چنانچہ ہم کو آپؑ کی تصانیف خاصکر براہین احمدیہ
میں ایسے بہت سے نشانات کا تذکرہ ملتا ہے جنمیں اُن گواہوں کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ کئی
گواہ انہیں سے اب تک زندہ ہیں۔ اور اُن کتابوں کی اشاعت کے وقت تو سارے ہی زندہ تھے۔

جُوں جُوں زمانہ گذرتا گیا۔ پیشگوئیوں کے ظہور کا دائرۂ اثر بھی وسیع تر ہوتا گیا گیا یعنی
پہلے پہل آپ کے الہامات میں زیادہ تر قادیان ہی کے متعلق امور غیبیہ کی خبریں ہوتی تھیں۔
پھر صوبہ بھر کے متعلق ہونے لگیں۔ منجملہ اُن کثیر التعداد نشانوں کے جو تمام پنجاب میں ظاہر ہوئے
ایک بڑا مشہور اور معرکہ کا واقعہ پنڈت لیکھرام کی دردناک موت ہے جو میعاد مقررہ کے
اندر ہوئی۔ اسی طرح **طاعون** کا پھوٹنا۔ اور **کانگڑہ کا زلزلہ**۔ پنجاب کی حدود سے تجاوز
کرکے پھر ہندوستان کے دُور دراز حصوں تک ان پیشگوئیوں کا اثر پہنچنے لگا۔ انہی وسیع الاثر
نشانات میں سے ایک **تقسیم بنگال** کا نشان ہے۔ پھر پلیگ کا دیگر حصص ملک میں بھی پھیل
جانا۔ جب ہندوستان کے مختلف اقطاع میں یکے بعد دیگرے نشانات ظاہر ہو کر اس
عظیم الشان مامور من اللہ کے ظہور کی منادی کر چکے تو اب دنیا کے دوسرے خطوں کی بھی
باری آگئی۔ چنانچہ جو نشان روئے زمین پر جہاں تہاں آگے پیچھے ظاہر ہوئے انمیں سے ایک
مشہور نشان تو یہ ہے کہ ملک **جاپان** اپنے بعض جنگی کارناموں کے سبب سیاسی اہمیت
میں ترقی حاصل کرکے دنیا کی ممتاز طاقتوں میں شمار ہونے لگا اور **کوریا** جو پہلے ایک خودمختار قلمرو

تھی اسکی آزادی چھن گئی۔ اسی طرح ایران میں بدنظمی پیدا ہوئی اور نقضِ امن کی یہانتک نوبت پہنچی کہ سابق شاہ کجکلاہ کو تاج و تخت سے دستبردار ہونا۔ اور بھاگ کر اپنی جان بچانی پڑی۔ پھر تھریس میں ترکی سلطنت کی شکست اور انجامکار ایڈریا نوپل کی تسخیر۔ مگر بعد ازاں گیلی پولی اور قطِ میں ترکوں کی فتوحات۔ نیز حال کی تسخیرِ بغداد و بیت المقدس۔ اور مختلف اقطاعِ عالم میں تباہ کُن زلازل کا اس شدت سے آنا جسکی نظیر سنینِ ماضیہ میں نہیں ملتی۔ پھر موجودہ عالمگیر جنگ جس کے ہولناک نظاروں کا احمد علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی منظوم پیشگوئی میں، گویا ہو بہو نقشہ کھینچدیا ہے جو لڑائی چھڑنے سے دس سال پہلے لکھی گئی اور شائع ہوئی تھی۔ بالآخر زارِ روس کی دردناک اور قابلِ رحم حالت۔ یہ جملہ واقعات ایسے ہیں جنکی نسبت آپؑ نے بذریعہ الہامِ الٰہی خبر پاکر ظہور سے برسوں پہلے خبر دے دی تھی ۔

ان پیشگوئیوں کے متعلق ایک عجیب بات یہ ہے کہ جس طرح آپؑ کی تبلیغ کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا گیا اسی کے پہلو بہ پہلو بہ توافقِ زمانی ان پیشگوئیوں کا دائرہ بھی بیش از بیش بڑھتا چلا گیا یعنی جبتک آپکی تبلیغ صرف مقامی واقف کاروں یا احباب تک محدود رہی تب تک وہ نشانات بھی جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے دعاوی کی تائید و تصدیق میں ظاہر فرمائے اسی حلقہ تک محدود رہے۔ لیکن جب وہ وقت آگیا کہ آپؑ کے سلسلہ کی دعوت صوبہ بھر میں لوگوں کے کانوں تک پہنچنے لگی تو خدائے حکیم و قدیر نے نشان بھی ایسے ہی دکھلانے شروع کر دیئے جن کا مشاہدہ سارے پنجاب کے باشندے کر سکیں اور جب آپکی شہرت ہندوستان کے دیگر حصص تک پھیلنے لگی تو نشانوں کا اثر بھی اس تنگ دائرہ سے نکل کر دُور دُور تک پہنچنے لگا بعد ازاں وہ زمانہ آیا جبکہ آپکی تبلیغ بڑے وسیع پیمانہ پر اطرافِ عالم میں ہونے لگی۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ نشان بھی اسی کے مناسبِ حال وسعتِ اثر سے ظہور میں آنے لگے۔ تبلیغ دعوت اور ظہورِ نشانات دونو کا اس طرح باہم متوازی یا پہلو بہ پہلو رہنا ایک عجیب معنی خیز تطابق ہے جو بڑے زور سے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس تمام سلسلہ کی باگ ایک ہی حکیم و علیم اور بصیر و قدیر ہستی کے ہاتھ میں ہے جو خدائے تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔

جوں جوں آپؑ کی تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوتا گیا توں توں آپؑ کے نشانات کا میدان بھی وسیع ہوتا گیا

حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ و السلام کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علیم و قدیر ہونے اور آپؑ کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت اور بھی دیا ہے وہ یہ کہ اگرچہ آپ کو الہام تو اپنی زندگی کے آخری دن تک

حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے پہلی تصنیف میں آپؑ کی تمام زندگی بلکہ آپؑ کی وفات کے بعد کے زمانہ کا بھی نقشہ کھینچا گیا

برابر ہوتے رہے۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ آپؑ کی سب سے پہلی کتاب میں جو ایسے زمانہ میں شائع ہوئی جبکہ آپؑ اپنے گاؤں میں بالکل گمنامی و گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے اور مقامی دوستوں یا واقفوں کے تنگ دائرہ سے باہر دنیا میں کوئی آپکو جانتا بھی نہ تھا ہم بکثرت ایسے الہامات پاتے ہیں جنمیں شروع سے اخیر تک آپؑ کے حالاتِ حیات کا گویا نقشہ ہی کھینچدیا گیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ حضورؑ کے واقعات زندگی کے علاوہ بہت سے اُن معاملات کی بھی مدّتوں پہلے خبر دی گئی ہے جو آپؑ کے بعد ظہور میں آنے تھے اور یہ بات صرف عالم الغیب اور قادرِ مطلق خدا کے ہی قبضۂ قدرت میں یعنی اسی کی طرف سے ہو سکتی ہے کہ ایسی ایسے اہم اور عظیم الشان امور کے متعلق جن کا اوپر ذکر ہوا جو کہے وہی کر کے بھی دکھلادے

جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

پیشگوئیوں اور نشانوں کیلئے چونکا دینے والے واقعات کو منتخب کیا گیا

آپؑ کی پیشگوئیوں کے متعلق ایک اور بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عموماً اُنہی امور کی خبر قبل از وقوع دیتا رہا ہے جنسے دنیا کو گہری دلچسپی ہوتی تھی اور جن کا اثر دُور دُور تک پہنچتا تھا۔ جہان میں روزمرہ بہت سے واقعات گذرتے رہتے ہیں اور ان میں سے جس معاملہ کی بھی پہلے سے خبر دیجاتی وہی پیشگوئی پوری ہونے پر حضرت احمدؑ کی صداقت کا نشان ہو سکتا تھا۔ لیکن خدائے حکیم نے اپنی قدرت نمائی کے لیئے ان پیشگوئیوں میں زیادہ تر انہی واقعات کو منتخب فرمایا جن کے ظہور پر دنیا کی آنکھیں کھلیں۔ لوگوں کو خواہ نخواہ انکی طرف توجہ کرنی پڑے اور پیشگوئی کی عظمت انکے ذہن نشین ہو۔ اُس نے ایسے آئندہ حالات کی پہلے سے خبریں دیں جنکے واسطے مقدر تھا کہ دنیا کی تاریخ میں اپنے آثار باقی چھوڑ جائیں اور جو زبان حال سے ہمیشہ ہمیشہ اسکے مامور حق کی سچائی کی گواہی دیتے رہیں۔ مثلاً تقسیم بنگالہ ہی کو لو۔ کیا اس کی ترمیم سے ہندوستان بھر میں ایک دھوم نہیں مچ گئی؟۔ کیا برٹش پارلیمنٹ تک میں اس نے تہلکہ نہیں ڈالدیا۔ کیا یہ ایک ایسا معاملہ نہ تھا جس سے لوگوں کو عام بلکہ ایک عالمگیر دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ اور کیا تاریخی اہمیت کے لحاظ سے یہ کوئی معمولی بات تھی؟۔ اور کیا یہ ایک ایسا واقعہ نہیں جس کا آئندہ نسلوں تک ذکر باقی رہیگا؟۔ کیا یہ کوئی تھوڑی سی بات ہے کہ باوجود بنگالیوں کی عام ناراضی اور واویلا

کے پارلیمنٹ تک سے جواب صاف ملتا ہے کہ تقسیم بنگال ایک فیصلہ شدہ امر ہے اسکی ترمیم یا تنسیخ اب ہو نہیں سکتی۔ لیکن جب خدا کے مامور کی باتیں پوری ہونیکا وقت آتا ہے تو وہی اٹل فیصلہ بالائے طاق دھرا رہجاتا ہے۔ اور پیشگوئی کا ظہور اس عظمت و شوکت سے ہوتا ہے کہ ایک معاملہ فہم اور منصف مزاج انسان کو اسکی صداقت قبول کرنیکے سوا چارہ نہیں رہتا یعنی ہندوستان کے قدیم پایہ تخت دہلی میں۔ ایک عدیم النظیر شہنشاہی دربار منعقد ہوتا ہے جسمیں لنڈن سے چلکر خود ہمارے ملک معظم جارج پنجم دام ملکہم رونق افروز ہوتے ہیں۔ اور آپکی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ اپنے مامور کی پیشگوئی کو پورا کراتا ہے۔ ہندوستان میں یوں واقعات تو بہتیرے ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے لیکن جس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ظہور پیشگوئی کیواسطے اختیار فرمایا وہ ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جسے بلحاظ اہمیت کے بے مثل کہنا بالکل بجا ہے۔ کیونکہ آجتک پہلے کبھی تاجدار انگلستان اپنے پایہ تخت کو چھوڑکر قدیم دارالسلطنتِ ہند میں تشریف نہیں لائے اور نہ کبھی اور کوئی واقعہ اس قسم کا ہوا کہ ایک قطعاً طے شدہ فیصلۂ سرکاری کی تنسیخ شہنشاہِ معظم کے ہاتھوں اس شان سے ہوئی ہو :

اسی طرح کیا تم یہ تسلیم نہ کروگے کہ سابق زارِ روس کی معزولی موجودہ جنگ میں نہیں بلکہ ملک رُوس کی تاریخ میں بھی ایک نادر الوقوع اور عدیم المثال واقعہ ہے اگر دنیا بھر کی تاریخ میں وہ سب بے نظیر نہ ہو۔ ایسے ہی کیا تم کو یہ نہ ماننا پڑیگا کہ احمدؑ علیہ السلام کی پیشگوئی اپنی نوعیت میں بالکل نرالی اور حیرت انگیز ہے جبکہ اس لڑائی کے قبل از وقوع بیان میں آپکے ان الفاظ پر غور کروگے :-

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس ؛ زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار

یہی حال احمدؑ آخر زمان علیہ السلام کی اُن پیشگوئیوں کا ہے جو آپنے جنگ بلقان انقلاب سلطنت ایران - اور جاپان کے "مشرق کی ایک طاقت" بنجانے کے متعلق - یا ایڈرنا نوپل کی فتح اور تسخیر بغداد و بیت المقدس کے بارہ میں شائع کیں - کیونکہ یہ ساری کی ساری پیشگوئیاں ایسے واقعات کی نسبت ہیں جنکے

ساتھ دنیا کو ایک گہری اور عالمگیر دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ پیشگوئیوں کا اس قسم کے معرکۃ الآراء واقعات سے وابستہ ہونا پھر ایسے عجیب و تحیر خیز طریق پر انکا ظہور اور لفظ بلفظ پورا اترنا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ جس شخص کو اِن واقعات کا برسوں پہلے سے علم دیا گیا وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کا ظہور انسانی قیاس اور توقعات کے خلاف

ایک اور بڑی ہی عجیب بات حضرت احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پیشگوئیوں میں یہ پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے وقت میں عموماً ایسے طور پر پوری ہوتی رہی ہیں کہ انہیں قرائن و قیاس کا نتیجہ کسی طرح کہہ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ظاہری حالات تو انسانی توقعات کو کسی اور طرف رہنمائی کرتے تھے مگر واقعات انکے بالکل برخلاف کچھ اور ہی ظہور میں آئے۔ مثلاً تقسیم بنگال والی پیشگوئی پر غور کرو۔ صوبہٴ بنگال دو ٹکڑوں میں منقسم کر دیا جاتا ہے۔ ایک مشرقی بنگال اور دوسرا مغربی بنگال۔ اور گورنمنٹ کی اس کارروائی کے خلاف رعایا میں بڑی بھاری شورش پھیل جاتی ہے۔ اسپر بھی گورنمنٹ بڑے زور سے دو ٹوک جواب دے دیتی ہے کہ اب تمہارا ایجیٹیشن پھیلانا بالکل عبث ہے یہ تقسیم ایک طے شدہ امر ہے جسے ہم ہرگز نہیں مٹا سکتے۔ بلکہ پارلیمنٹ تک سے وزراء برطانیہ بھی ایسا ہی اعلان شائع کر چکتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس فیصلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے اور شورش پھیلانے والے بھی بالآخر تھک کر اور مایوس ہو کر بیٹھ رہتے ہیں گویا یہ بات بالاتفاق مان لی جاتی ہے۔ کہ تقسیم بنگال اب ٹلنے والی نہیں۔ لیکن انہی حالات میں۔ انسانی فیصلہ اور قرائن و قیاسات کے بالکل برعکس ایک ندائے آسمانی یا الہام الٰہی حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بایں الفاظ نازل ہوتا ہے کہ:۔

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا"

"اب ان کی دلجوئی ہوگی"

اب اس پیشگوئی سے "دو" باتیں صاف صاف طور پر نکلتی تھیں:۔ اوّل بنگالیوں کی دلجوئی کیجائی ہے۔ دوم وہ دلجوئی بنگالیوں کی شکایات متعلقہ تقسیم کے ارجاع دادسے عمل میں آئی ہے۔ حضرت اقدسؑ پر یہ الہام ۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء کو نازل ہوتا ہے۔ جبکہ تقسیم بنگال ایک امر مسلمہ قرار پا چکی ہے۔ اور اس کی تنسیخ و ترمیم کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔ کیونکہ جیسا اوپر بیان کیا گیا۔ برٹش گورنمنٹ قراردادی طور پر بار بار بنگالی وفود کی عرضداشتوں کو مسترد فرما چکی ہے۔ اور اس نے

بالکل بے لاگ دو ٹوک فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اب ہم اس بارہ میں بنگالیوں کی خواہشات و مطالبات کو پورا کرنے سے معذور ہیں۔ ایسی صورت میں اسباب ظاہری پر نظر رکھ کے بنگالیوں کی دلجوئی ہونے کی توقع رکھنا کیسی خلاف قیاس تھی۔ بھلا کوئی انسان اُمید کر سکتا تھا کہ ان کی شکایات کا رفع از خود سرکار کی ہی جانب سے عمل میں آنا ہے؟ لیکن خدا قادر مطلق ہے اور اس کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ گو انسان کی نظر میں ایسا ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے مگر اُس تعؔ کے واسطے کچھ مشکل یا امر محال نہ تھا۔ اگرچہ حضور وائسرائے یا صاحب وزیر ہند یا اور کسی اعلیٰ حکام برطانیہ کے لیئے اب کوئی راہ ایسی نہ تھی کہ بنگالیوں کی دلجوئی کریں حتّٰی کہ اگر ان (حکام) کی اپنی خواہش ہوتی تب بھی اسوقت وہ قطعاً مجبور و معذور ہو چکے تھے کیونکہ تقسیم بنگال کو ایک نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ بار بار ایک اٹل اور ناقابلِ تنسیخ و ترمیم فیصلہ قرار دیا جا چکا تھا۔ مگر ایک گورنمنٹ ہے تمام زمینی حکومتوں سے بالاتر جسکے اختیار سے باہر اور جسکے اقتدار پر غالب اور کسی کا اختیار و اقتدار نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک طاقت ہے تمام طاقتوں سے اعلیٰ۔ برتر و بالا۔ اسی اعلیٰ طاقت کی جانب سے یہ امر مقدّر ہو چکا تھا کہ اُس تصفیہ شدہ معاملہ کو کالعدم کر دے۔ چنانچہ اُس نے اپنے مامور پر اپنے فیصلہ کو ظاہر فرمایا۔ جس نے خدائے تعالیٰ کا یہ منشاء دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ مخلوق جان لے کہ ہمارا خدا درحقیقت **زندہ خدا** ہے۔ جو قادر مطلق ہے۔ وہی دنیا و ما فیہا کے جمیع امور میں دخیل و مختار اور ایک مدبر بالارادہ ہستی ہے۔ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کا مانع و مزاحم نہیں اور دنیا یہ بھی جان لے کہ جس شخص پر اُس قادر ذوالجلال نے یہ آئندہ حالات منکشف کیئے وہ فی الواقعہ خدائے تعالیٰ کا مامور و مرسل ہے اور خدا نے اسے اپنے وجود کا دنیا کو پتہ دینے کے واسطے مبعوث فرمایا ہے نیز اس امر کے اظہار کی غرض سے کہ خداوندِ پاک **علیم و قدیر** بھی ہے۔ چنانچہ خیال کرو کہ وہ منشائے ایزدی کیسے عجیب طور پر پورا ہوتا ہے۔ اس نے اپنے مُنہ کی پاک باتیں پوری کرنیکے لیئے غیر معمولی حالات و اتفاقات پیدا کر دیئے۔ وہ اس طرح کہ اصل میں لارڈ کرزن اس تجویز تقسیم کے بانی مبانی تھے باوجودیکہ بنگالی چیختے چلّاتے۔ واویلا مچاتے رہے لیکن انہوں نے ایک نہ سُنی اور جیسا مناسب سمجھا فیصلہ دیا اور اسپر عملدرآمد بھی کرا دیا۔ اسکے بعد لارڈ منٹو بہادر وائسرائے ہند ہو کر آئے

انہوں نے بھی بنگالیوں کو یہی جواب دیا کہ تقسیم بنگال ناقابل تنسیخ ہے۔ پھر اک تیسرے وائسرائے رونق افروز ہوئے مگر یہ توقع ہی سرے سے عبث قرار پا چکی تھی کہ وہ یا کوئی انکا آیندہ جانشین اس فیصلہ کو تبدیل کر سکیگا کیونکہ عمال حکومت بار بار اسکو خیال خام یا تمنائے ناکام تبلا چکے تھے۔ لیکن خدائی فیصلہ بھی کسی عنوان ٹلنے والا نہ تھا۔ اس نے اپنی مشیت کو ظہور میں لانے کیلئے بالکل غیر متوقعہ صورتیں پیدا کر دیں۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر حضور ملک معظم جارج پنجم وارثِ تاج و تخت ہوئے اور آپ کو ارادہ الٰہی کے ماتحت خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ دہلی میں بہ نفس نفیس رونق افروز ہو کر دربار تاج پوشی منعقد کیا جائے۔ اس دربار کی بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے تیاریاں کی گئیں۔ اور نظروں کو خیرہ کرنیوالی شان و شوکت کے ساتھ ایک جلیل القدر مجمع کے سامنے جسمیں وزراء برطانیہ۔ قائم مقامانِ دولتِ عظمیٰ ہندی والیانِ ریاست۔ نواب شہزادے۔ راجے مہاراجے۔ دول خارجہ کے سفیر۔ اور برٹش نوآبادیوں کے قائم مقام وغیرہ وغیرہ غرض ہزارہا عالی مرتبہ اشخاص اور صدہا حکام و فرمانروا شامل تھے۔ ہز امپیریل میجسٹی نے اپنے شاہی تخت سے یہ چونکا دینے والا اعلان فرمایا کہ مشرقی بنگال کو پھر مغربی حصہ کے ساتھ شامل کر دیا جائیگا اور اس طرح شاہ عالی جاہ نے خلیفۃ اللہ (حضرت احمد آخر زمان علیہ السلام) کی پیشگوئی کو سچ کر دکھایا۔ یہ ہیں الٰہی ارادے اور یہ ہیں الٰہی تصرفات۔ جنکی آنکھیں ہوں دیکھیں اور جنکے کان ہوں سنیں اور اہل دل غور کریں کہ بجز ذات باری کے اور کس کی طاقت ہو سکتی ہے جو ایسے خارق عادت اور خلاف توقع بلکہ بظاہر محال امور کو ظہور میں لائے؟ اور سوائے ایک صادق کے جو بارگاہ عالم الغیب کا فرستادہ برحق ہو اور کون ہو سکتا ہے جو اُس کی مشیت کا اس طرح کھلے کھلے طور پر برسوں پہلے سے دنیا کو پتہ دیدے +

اس اعلانِ شاہی کو سُنکر بنگالی پھولے نہ سمائے۔ بہت خوشی کی بڑے جشن منائے اور در حقیقت انکے واسطے یہ غیر معمولی فخر و مسرت ہی کا موقعہ تھا کہ کامل مایوسی اور ۵-۶ سال کی ناکامی .. .. کے بعد اس طرح انکی تمنائے دلی بر آئی۔ لیکن اصل پوچھو تو یہ سب سے زیادہ خوشی اور شکر گذاری کا مقام اس قوم کے لیئے تھا اور ہے جس نے اُس زندہ خدا کو جانا۔ اور اسکی

سچے مامور و مرسل کو مانا جس کا زبردست ہاتھ اندر ہی اندر ان حیرت انگیز معاملات میں اپنا کام کر رہا تھا۔ وہ خدا ہی تو تھا جو دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے تاجدار کو سات سمندر پار سے قدیم پایہ تخت ہند میں لایا اور اسے اپنے مرسل کی پیشگوئی پوری ہونیکا ذریعہ بنایا۔ سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم ۔

مقام غور ہے کہ خدائے تعالیٰ کے حضور کیسا مقرب اور عظیم الشان ہوگا وہ مرسل جسکی پیشگوئی کی سچائی ظاہر کرنیکے لیئے خدا نے سلاطین وقت میں سے عظیم ترین بادشاہ کو ایک واسطہ اور ذریعہ بنایا اور جسکی بات پوری ہونیکی تصدیق ایک عدیم النظیر تاریخی یادگار کے موقعہ پر ایسے بے مثال مجمع کے سامنے کی گئی۔ اللہ اکبر ۔

غرض حضرت احمدؑ کی بعثت اس غرض سے ہوئی کہ تا دنیا پر ظاہر کریں کہ خدا واقعی زندہ خدا ہے اور وہ اب بھی اسی طرح اپنے برگزیدہ بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے جیسے کہ پہلے ہوتا تھا۔ اور اسلام ہی روئے زمین پر ایک ایسا زندہ مذہب ہے جسکی پیروی سے انسان خدا کے حضور شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ کہ رسول عربی (فداہ نفسی) علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ایک زندہ رسول ہیں جنکی غلامی و متابعت کے طفیل آج بھی وہی فیوض و برکات اور خدائے تعالیٰ کی روحانی نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں جو اگلے زمانوں میں انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتی تھیں۔ فالحمد للہ علےٰ احسانہٖ (باقی دارد)

اِسلام کسطرح بدکاری و بدینی سے بچاتا ہے

(ترجمہ مضمون مولوی محمد صاحب ایم ۔ اے ۔ پروفیسر علیگڈھ کالج)

یہ ایک مسلمہ صداقت ہے جس کا معقولیت اور سنجیدگی کے ساتھ کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر ایک بچہ جو شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے تمام قوائے فطری کو لیکر آتا ہے اگرچہ وہ خواص انسانی اُس میں ابھی غیر تربیت یافتہ اور محتاج نشوونما ہوتے ہوں۔ جن سے اسکو اپنے آئندہ مراحل حیات میں کام لینا پڑتا ہے۔ ابتدائی حالت میں انسانی دماغ ایسا ملائم ہوتا ہے کہ جسکی شکل میں

انسان کے بچپن کے ابتدائی دور میں
کے حالات [illegible]

اُسے ڈھالنا چاہیں ڈھال سکتے ہیں اب وہ سانچہ کیا ہے جسمیں بچّہ کا دماغ ڈھلتا اور خاص شکل اختیار کرتا ہے؟ اُسکے گردوپیش کے حالات اور سوسائٹی کی حالت جسمیں اُسے زندگی بسر کرنی ہوتی ہے۔ اِنھی کے ماتحت و زیراثر رہکر وہ آہستہ آہستہ نامعلوم طور پر بنتا رہتا ہے جو کچھ اُسے بننا ہے۔ زیادہ واضح الفاظ میں یوں سمجھو کہ عام طور پر جنگجو والدین کا بچہ بہادر اور دیندار پرہیزگار ماں باپ کی اولاد خداترس بنجاتی ہے ؎

بہت سے آدمی یہ دیکھکر حیران ہوتے ہونگے کہ یہ بت پرستی۔ آدم پرستی۔ توہم پرستی معبودانِ باطلہ کی پرستش وغیرہ مختلف اقسام پرستش دنیا میں کیسے پھیل گئیں؟ انہیں تعجب آتا ہوگا کہ انسان جیسی ذی عقل اور ہوشمند ہستی کے واسطے جو خود اشرف المخلوقات ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ درختوں پتھروں بتوں اور اپنے ہی جیسے بنی نوع کو خدائے قادر مطلق کا درجہ دے اور اپنا معبود و مسجود بنائے؟ لیکن انکی یہ حیرت بادنیٰ تامل دُور ہوسکتی ہے یہ معبودانِ باطلہ کے پرستار بچارے اصل میں گردوپیش کے حالات اور جس سوسائٹی میں رہتے ہیں اسکے رسوم و عادات کے غلام ہوتے ہیں اور بس۔ اپنی باطل پرستی کی لغویت کا تو انہیں۔ جب پتہ لگے کہ گرہ کی عقل سے بھی کچھ کام لیں اور سوچیں کہ معبود کیسا ہونا چاہیئے اور آیا انمیں جنہیں ہم پوجتے ہیں وہ اوصاف مطلوبہ ہیں بھی کہ نہیں۔ دیکھو اگر کسی پتھر پر ایک ایک قطرہ کرکے بھی پانی برابر کچھ عرصہ تک پڑتا رہے تو اسمیں ایک خاصہ گہرا اور دیرپا نشان ڈال دیتا ہے۔ اس بات کو ہر شخص بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ جب کوئی بات بار بار انسانی دماغ پر اثر کرتی اور اسکے ذہن نشین کیجاتی رہے تو لامحالہ اس شخص کے دل و دماغ میں اس کا گہرا نقش ہو ہی جاتا ہے۔ یہی حال ان باطل پرستیوں کا ہے کہ انسان اپنے آس پاس دوسروں کو انہیں مبتلا دیکھ دیکھکر متاثر ہوتے ہوتے آخر خود بھی انکا خوگر بن ہی جاتا ہے پھر اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہتیرے آدمی عادی مجرم شرابی۔ زانی چور ڈاکو وغیرہ ہوتے ہیں بہت سے جذام وغیرہ گھناؤنے امراض میں مبتلا۔ لیکن انہیں اپنی ذلیل زندگی یا قابل رحم مصیبت زدہ حالت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ یہ تمام معمے انہی اصول کی روشنی میں باسانی حل ہوسکتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ دیرینہ

رسوم و عادات یا گرد و پیش کے حالات کے زیر اثر ایک ہی بات ممکن ہے کہ ایک شخص کو بالکل معمولی و فطرتی معلوم ہوتی ہو اور وہی اک دوسرے شخص کو بھیانک نفرت خیز اور قابل اجتناب نظر آئے۔ ایک حبشی تو اسی سیاہ رنگت۔ موٹے موٹے ہونٹوں اور گھونگریالی بالوں کو اپنے خیال میں خوبصورتی کا نمونۂ کامل سمجھتا ہے بجائیکہ ایک چینی اپنے مذاق کے مطابق چھوٹے سے چھوٹے پیروں۔ پیلی چمڑی اور ننھی سی ناک کو حسن دلفریب جانتا ہے۔ اب ہر شخص بسہولت سمجھ سکتا ہے کہ باقی دنیا کے لوگ خوبیٔ زیبائی کے ان نمونوں کو اگر سب میں بدترین نہیں تو کم از کم ادنیٰ و معمولی ضرور خیال کرتے ہونگے ؎

جب یہ بات قرار واقعی طور پر طے ہوگئی کہ انسان کی عادات۔ اسکے میلانِ طبع اور اسکے مذہبی خیالات کا دار و مدار اُس سوسائٹی کی حالت پر ہے جس سے وہ تعلق رکھتا ہے یا اُن حالات گرد و پیش پر جن کے درمیان وہ زندگی بسر کرتا یا پیدا ہوتا ہے تو اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اسلام نے وہ کونسے وسائل اختیار کیئے ہیں جن سے انسانی دماغ کو علیٰ وجہ البصیرۃ پتہ لگ سکے کہ واقعہ میں خدا کوئی ہے اور وہ ہے بھی عالم الغیب و قادرِ مطلق ؎

اسلام بفضل خدا ایک ایسا دین قیم ہے جو اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنے قیام و دوام کے لیئے اپنے پیروؤں کے سہارے کا محتاج نہیں۔ نہ دنیا پر اپنی حقیقت و حقیت آشکار کرنے یا اظہار محاسن کیواسطے کسی کا دست نگر ہے۔ وہ ایک گوہر بے بہا یا لعل بے بدل ہے جسے جوہریانِ قضاء و قدر نے کاٹ تراش کر اور بالکل بے نقص و بے عیب و مکمل کر کے دنیا کی طرف نازل کیا ہے۔ وہ انسان سے کوئی بات بیہودہ یا بے دلیل نہیں منواتا۔ جو بات وہ بیان کرتا ہے اسکے بڑی زبردست و ناقابل تردید دلائل بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ نہ تو وہ توہمات باطلہ پر مبنی ہے نہ انسان کو سادہ لوحی اور ضعیف الاعتقادی کی تلقین کرتا ہے۔ اسلامی اصول اور رسوم و عبادات کا سرسری مطالعہ ہی ایک آدمی کو جو معمولی فہم و فراست بھی رکھتا ہو اس امر کا یقین دلا دیتا ہے کہ یہ دین فی الواقعہ برحق ہے اور منجانب اللہ۔ جن حکیمانہ اور معقولی اصول پر اس مذہب کی بنا ہے اگر تعصب اور تنگدلی و طرفداری سے خالی الذہن ہو کر انہیں جانچا جائے تو وہ سخت سے سخت بدخواہوں بدبینوں اور نکتہ چینوں کو بھی اپنے محاسن کا معترف اور مداح و ثناخواں بنا لیتے ہیں۔ وہ اسبارہ میں

اسلام کی بے نظیر خوبیاں

غور کرکے حیران رہ جاتے ہیں کہ کس طرح ممکن تھا کہ ایک شخص اُمّی محض۔ پھر ایک ایسے ملک کا رہنے والا جسکے ہر چہار طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ ایسی قوم میں پیدا ہوا جو انتہا درجہ کی وحشیانہ خصوصیات میں شہرۂ آفاق ہو۔ اور وہ ایسا کامل و اکمل قانون۔ ایسا بے عیب دلاریضابطۂ زندگی بناکر پیش کردے۔ جو انسان کی روحانی اخلاقی اور تمدنی تمام ضروریات کا کفیل ہو اور ہر قسم کی ترقیات کا معین و رہنما۔ آج دنیا بھر کے اعلیٰ ترین دماغوں کی متفقہ سعی و محنت بھی ایسا حاوی و جامع قانون وضع نہیں کرسکی۔ شرابخوری۔ قماربازی۔ زناکاری وغیرہ جرائم عورت کی حیثیت۔ مسئلہ طلاق وغیرہ وغیرہ بعض ایسے امور ہیں جنکی گتھی کو زمانۂ حال کے دانا ترین مہذب اشخاص اور مدبّران قوم سالہا سال کی لگاتار عرقریزی و دماغ سوزی کے باوجود بھی خاطرخواہ طور پر نہیں سلجھا سکے لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو برس پہلے ہی اک ذرا سے اشارہ میں ان کا بالکل طمانیت بخش فیصلہ کردیا ہے ؟

اب ہم ایک مرد مسلم کی مذہبی زندگی کا سرسری خاکہ کھینچتے ہیں جس میں پیدائش سے لیکر مرتے دم تک کی کیفیت مختصراً دکھلائی جائے گی۔ اس سے ناظرین کرام اسکا اندازہ خود ہی فرمائینگے کہ اسلامی تعلیمات کیسی اعلیٰ ہیں اور جو ذرائع اُس نے نسل انسانی کی اخلاقی ترقی اور اسکو قعر مذلت سے اُبھار کر زندگی کے اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچانے کے اختیار کیئے ہیں کس قدر معقول قابل قبول اور عدیم النظیر ہیں ؞

ان ذرائع کی تفصیل جو اسلام نے ہر قدم پر [illegible]

سب سے پہلی آواز جو پیدا ہوتے ہی اسکے کان میں ڈالی جاتی ہے یہ ہے کہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھکر بزرگی اور بڑائی اور کسی ذات میں نہیں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اسکے رسول ہیں۔ دوڑو خدا کی عبادت کی طرف دوڑو فلاح اور کامیابی کی طرف جو خدا کی عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ ساری بڑائی اللہ ہی کے لیئے ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ؞

چار پانچ ہی برس کی عمر سے کسی بزرگ کے سپرد کرکے بچّہ کو تعلیم پر لگادیا جاتا ہے جو اسکو قرآن مجید

پڑھاتے اور ساتھ کے ساتھ موٹی موٹی اور باتیں بھی دین کی سکھلاتے جاتے ہیں۔ سات سال کا ہوتا ہے تو اسکو خدائے تعالیٰ کی عبادت یعنی نماز ادا کرنی سکھائی جاتی ہے۔ جو بالغ ہونے کے بعد اسپر لازمی اور فرض ہوجاتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ نماز کیا چیز ہے؟ کیا گھنٹے بجانے کا نام ہے یا من گھڑت معبودوں دیوی دیوتاؤں پر کچھ نذر بھینٹ چڑھانے کو کہتے ہیں؟ یا صرف ٹیپ ٹاپ کا لباس زیب تن کرکے وضعدار ہم خیالوں کے ساتھ معبد میں جا بیٹھنے کو عبادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ اسلامی عبادت یا نماز ان حرکات سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے سوا تمام خیالات اور وساوس سے دل کو پاک کرکے ادا کیجاتی ہے۔ اسمیں محض صفات آلہی کی طرف پوری پوری یکسوئی سے توجہ رکھنی پڑتی ہے۔ اسمیں اتنا بھی جائز نہیں کہ عبادت گاہ میں کوئی ایسے نقش و نگار یا سامان آرائش ہو کہ عبادت گذار کا انکی طرف ذرا بھی دھیان بٹ سکے۔ پھر اسلامی نمازوں کے اوقات میں اتنا لمبا وقفہ بھی روا نہیں رکھا گیا کہ خدا پرستی و پرہیز گاری کا جو اثر ایک وقت کی نماز میں انسان کے قلب و روح کے اندر پیدا ہوا ہو وہ دوسرے وقت تک بالکل زائل ہی ہوجائے۔ دن رات میں کم از کم پانچ بار اسکی تکرار و اعادہ کرنا پڑتا ہے یعنی [1] علی الصباح طلوع آفتاب سے قبل۔ [2] دوپہر ڈھلے۔ [3] تیسرے پہر۔ [4] غروب آفتاب کے وقت۔ [5] شب سے آخر سونے کے وقت۔ مگر اسلام میں اتنی ہی عبادت پر بس نہیں۔ بلکہ انسان کو یہ تعلیم و ترغیب دیگئی ہے کہ ہر وقت اپنی خالق و مالک کو یاد رکھے۔ ایک مسلمان ہر کام کو خدا کے پاک نام سے شروع کرتا ہے اور الحمد للہ کہکر اسی کی حمد و ثنا پر ختم۔ وہ بات بات میں اپنے مولیٰ کے احسانات کو یاد کرتا اور اسی کے گن گاتا ہے اپنی کمزوریوں اور خطاؤں کا اقرار کرکے اُسکی پناہ و بخشش کا طلبگار رہتا ہے۔ جب وہ بستر خواب سے اُٹھتا ہے تب بھی اسی کی ستائیش کرتا ہے خدا کے اس احسان پر کہ رات بھر میری حفاظت کی اور صبح کو زندہ سلامت اُٹھایا۔ غرضیکہ ایک سچے مسلمان کے کوئی حرکات سکنات ایسے نہیں ہوتے۔ جنمیں خدائے تعالیٰ کی یاد۔ اسکی حمد اور شکر گذاری کا دخل نہ ہو۔ اور جنمیں اسکی پناہ و حفاظت نہ مانگی جاتی ہو۔ پیدا ہونے سے مرنے تک۔ یہ ہے بہت ہی مختصر سی کیفیت اسلامی زندگی کی۔ پھر اسلام نے اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا کہ غیر معمولی رنج و راحت یا کلفت و عشرت کے موقعوں پر انسان اکثر خدا کو بھول جاتا ہے۔ اس خطرہ کا بھی اسنے

قرار واقعی سد باب کر دیا ہے۔ اسطرح کہ رسوم شادی غمی یا کسی تقریب و تہوار کو بھی خدائے تعالیٰ کی عبادت سے خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہر ایک موقعہ کے مناسب حال نہایت حکیمانہ طور پر کوئی نہ کوئی عبادت ایسی رکھدی ہے جو انسان کے واسطے ہر طرح خیر و برکت ہی کا موجب ثابت ہوتی ہے ؎

اب ہم اس امر کا فیصلہ معزز ناظرین پر ہی چھوڑتے ہیں کہ اسلام کیسی عمدہ اور شاندار تعلیم دیتا ہے اور اسکے ماتحت زندگی بسر کر کے انسان کے قلب و روح پر کیسا پاک اور اعلیٰ اثر پڑیگا؟ کیا ایک لمحہ کے لیئے بھی کوئی سمجھدار باور کر سکتا ہے کہ پیدا ہونے سے مرنے تک عمر بھر ایسی پاکیزگی اور خداترسی سے گذار کے۔ اور ہر سال ہر ماہ ہر روز ہر گھڑی خدائے تعالیٰ کی ہی اعلیٰ صفات کا تصور رکھتے ہوئے اور اسی کی تعریف و سپاس گذاری میں لگے رہکر بھی کوئی شخص انکے پاک اثرات سے متاثر نہ ہوگا؟۔ ایک شاندار و خوبصورت منظر کی سیر انسان کے خیالات پر اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتی بلکہ اسمیں ایک بشاشت اور امنگ پیدا کرتی ہے۔ ایک عمدہ کتاب کا مطالعہ آدمی کے اندر شریفانہ خیالات کی ایک روح پھونکدیتا ہے۔ اسکے اخلاق و جذبات کو ابھار کر سفلی حالت سے اعلیٰ مدارج کی طرف لیجاتا ہے۔ اور جن لوگوں کے اعلیٰ خیالات یا قابل تحسین کارنامے اس میں مذکور ہوں انہی جیسا بننے کی ترغیب و تحریص انکے اندر خود بخود جوشزن ہونے لگتی ہے۔ تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ اپنے خالق و مالک کی اعلیٰ صفات کا ثناخوان اور اسی کا پرستار اسی کی یاد میں محو رہے اور اسپر کچھ بھی نیک اثر نہ پڑے اور کیا یہ ممکن ہے کہ ایسے شخص کا ذرا بھی میلان بدکاری و بے دینی و ناخداترسی وغیرہ کی طرف رہ سکے۔ حاشا و کلا

تعدد ازواج

ایک ضرورت (ہوگی) اس جنگ عظیم کے بعد
موت کی راہ سے دین کو مدد

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے کے انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

ظاہری نظر فریبی اور حقیقی سود مندی

دنیا میں بہت سی باتیں کہنے اور سننے کو تو بظاہر بڑی دل خوش کن ہوتی ہیں۔ لیکن میدانِ عمل میں بالکل ناکارہ و ہیچ نکلتی ہیں۔ انکی ساری دلفریبی محض دکھاوے کی اور جھوٹی ہوتی ہے لہذا عملی نقطۂ نظر سے غور کرنیوالے پر جلدی ہی انکی قلعی کھل جاتی ہے۔ کیونکہ وہ کسی شے کی سطحی حالت اور بیرونی چمک دمک پر فریفتہ کیا مطمئن بھی نہیں ہوتا بلکہ خوب اچھی طرح پرکھ پڑتال کر کے اس بارہ میں اپنی تسلی چاہتا ہے کہ آیا وہ شے فی الحقیقت کچھ کار آمد بھی ہوگی یا نہیں۔

مسیحی مذہب کی ناقابل عمل تعلیم

مذہب عیسوئی میں ایسی نظر فریب باتیں اسقدر پائی جاتی ہیں کہ اس خصوص میں وہ اپنی نظیر آپ ہی ہو سکتا ہے۔ ایسے خیالی ڈھکوسلوں میں پڑکر اب تک دنیا کو بہت ہی نقصان اُٹھانا پڑا ہے جنمیں دلائل عقلی کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اور کیا یہ نری خیالی باتیں نہیں کہ بدی کا مقابلہ کسی حال میں بدی سے نہ کیا جائے جیسا کہ عیسویت ہمیں تعلیم دیتی ہے۔ کیا یہ طریق ہمیشہ سب سے اعلیٰ سمجھا جاسکتا ہے کہ ارتکابِ جرم کرنیوالوں کو سزا دیئے بغیر ہی چھوڑ دیا جائے؟ فطرت انسانی تو اسکے جواب میں بلا تامل یہ فتویٰ لگاتی ہے کہ "نہیں"۔

ہر حال میں عفو و درگزر مفید نہیں

اس میں شک نہیں کہ بہتیرے آدمی ایسے غیور و شریف الطبع بھی ہوتے ہیں جو بصورتِ عفو خود ہی اپنی خطا کاریوں پر نادم اور اُنسے تائب ہو کر آیندہ اپنی حالت سنوار لیتے ہیں اور اصلاح پذیر ہونیکے بعد پھر بڑے قابل اور مفید وجود ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن سب طبائع ایسی نہیں ہوتیں بلکہ اکثر اشخاص اس قماش کے پائے جاتے ہیں کہ اگر وہ اپنے کیفر کردار کو نہ پہنچیں اور بداعمالی کی پاداش سے کسی طرح بچ جائیں تو جرائم پر اور بھی دلیر ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں اُن کا وجود باقی امن پسند خلقِ خدا کے لیئے روز افزوں تکلیف و تشویش کا موجب ہوتا ہے تو کیا ایسے لوگوں سے کے ساتھ درگذر سے کام لینا دوسروں

کے حق میں صریح ظلم نہیں ؎

نکوئی با بداں کردن چنان است ❖ کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

لیکن مسیحی مذہب پھر بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ کسی صورت میں بھی بدی کا مقابلہ نہ کرنا چاہیئے یہی نہیں بلکہ وہ تو یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی تمھارے ایک رخسار پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کے آگے کردو اور اگر کوئی تمھارا کوٹ مانگے تو اسے اپنا لبادہ بھی اتار کر دیدو۔ کیا اس تعلیم پر عمل کر کے ہم توقع رکھ سکتے ہیں کہ ایک دن بھی دنیا میں امن و عافیت سے بسر کر سکینگے ؟

یہی حال ہر صورت میں ایک بیوی پر قناعت کرنیکے مسئلہ کا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ خاص خاص حالات میں تو یہ اصول عمدہ ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اسی کو اگر ہر حال میں لازمی کر دیا جائے تو سمجھنے کی بات ہے کہ انسانی سوسائٹی کو کیا مشکلات پیش آ سکتی ہیں؟ عیسویت کو ایک کامل مذہب کہا جاتا ہے۔ لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی تعلیمات کے لحاظ سے تمام انسانی ضروریات کی کفیل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بعض اوقات اسکی تعلیموں پر کاربند ہونا سوسائٹی کی بنیادوں تک کو ہلا دیتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ جناب مسیحؑ تو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی بدی کا مقابلہ نہ کرو۔ لیکن ۱۹ سو برس سے زیادہ کا تجربہ یہ شہادت دیتا ہے کہ اس تعلیم پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح مسیحی پیشوایان مذہب جو کچھ ہر اک صورت میں ایک ہی عورت سے شادی کرنے کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اک جدا بات ہے لیکن اسپر عمل کرنا چیزے دگر۔ اگر بطور قاعدہ کلیہ اسپر زور دیا جائے۔ تو اس ارشاد کی تعمیل ہر حال میں مفید و سازگار کیا ممکن العمل بھی نہیں ہو سکتی۔ دیکھیئے یورپ آج ایک بربادی بخش جنگ میں مصروف ہے جسمیں اسقدر نقصان جان ہوا اور ابھی ہو رہا ہے کہ اسکے ختم ہونے پر یقینی اندیشہ ہے کہ لاکھوں عورتیں بیوہ اور بے خاوند پائی جائینگی اور بقول ایک مسیحی اخبار کے بڑی تلخی کے ساتھ سر پکڑ کے روتی اور یہ کہتی ہونگی کہ جب تک صرف ایک عورت رکھنے کی رسم بالکل نہ اٹھا دی جائے یا کم از کم ایک مدت کیلیئے موقوف نہ کر دی جائے ان کے لیئے شادی کرنے کا سوال ہی بے محل ہے۔ اور جن ممالک یورپ میں عورتوں کی تعداد پہلے ہی مردوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے وہاں تو یہ دقت اور بھی زیادہ پیدا ہونی ہے۔

مسیحی مذہب کامل نہیں

جنگ یورپ کا نتیجہ

اخبار ٹروتھ جو سڈنی سے نکلتا ہے بعنوان

عورتیں اور جنگ

دوسری شادی کا امکان

[اخبار ٹروتھ کی رائے]

لکھتا ہے کہ " موجودہ جنگ یورپ کے مردوں کا اب تک ہی بہتیرا ہولناک صفایا کر چکی ہے اختتام جنگ پر خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچے گی۔ اور اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ تو شاید اُسی وقت ہو سکے " اسکے بعد اخبار مذکور نے ایک فہرست غنیم کے نقصان جان کی شائع کی ہے جو بلاشبہ نہائت طویل ہے۔ آخر میں وہ لکھتا ہے کہ " ہمارا بھی بڑا بھاری اور خوفناک نقصان ہوا ہے۔ اور اس سے کہیں زیادہ نقصان فرانس اور رُوس کا ہوا ہے " پھر کہتا ہے کہ " یورپ میں عورتوں کی تعداد جنگ چھڑنے سے پہلے ہی مردوں کی نسبت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ سلطنت متحدہ (برطانیہ) کی آبادی سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں ۴۵۳۷۰۵۳۰ تھی جسمیں سے مرد صرف ۲۲۰۱۶۶۶۱ تھے اور اس طرح ۱۳۳۷۲۰۸ عورتیں ایسی تھیں جنہیں خاوند ملنا امر محال تھا۔ جرمنی میں یہ حالت اتنی افسوسناک نہ تھی۔ پھر بھی وہاں سنہ ۱۹۱۰ء کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد مردوں سے ۸۴۵۶۶۱ زیادہ تھی۔ آسٹریا میں بھی انکا شمار مردوں سے بڑھا ہوا تھا۔ گویا مغربی یورپ جسوقت میدان کارزار میں اُترا ہے اسوقت بھی وہاں عورتیں مردوں سے زیادہ تھیں۔ سلوانک اقوام (جو رُوس رومانیا وغیرہ میں پائی جاتی ہیں) جنمیں لڑکوں کی پیدائش بہ نسبت لڑکیوں کے عموماً زیادہ ہوتی ہے انکے ہاں البتہ عورتوں کی زیادتی بظاہر نہیں پائی جاتی۔ لیکن اس لڑائی میں اُنکے مردوں کی تعداد بھی ضرور بہت کچھ گھٹ گئی ہوگی۔ بہرحال جنگ کے بعد باغلب وجوہ یہ چیخ پکار پڑنی ہے کہ ایک سے زیادہ عورتیں رکھنے کی ضرورت تسلیم کیجائے "۔

[مسیح موعود کی پیشگوئی]

ہم نے اوپر صرف ایک اخبار کی رائے کا اقتباس دیا ہے لیکن آجکل ہر ایک ہوشمند اور سمجھدار ہمعصر اس ضرورت پر زور دے رہا ہے۔ اور انکے بیانات ہمیں بڑے زور سے حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن اشعار کی جانب توجہ دلاتے ہیں جو آپ نے

جنگ سے برسوں پہلے شائع فرمائے تھے۔ چنانچہ آپؑ مسلمانوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:-

موت کی راہ سے ملیگی اب تو دیں کو کچھ مدد ∴ ورنہ دیں اے دوستو اک روز مرجانیکو ہے

خدا کی شان وہی یورپ جو کل تک تعدد ازواج کے نام تک سے بھی چڑ کر تیور بدلتا اور لال پیلا ہوتا تھا آج خود بخود باواز بلند اسکی ضرورت تسلیم کر رہا ہے۔ اور یہ تمام انقلاب جیسا کہ حضرت احمدؑ نے آغاز جنگ سے کئی سال قبل پیشگوئی فرمائی تھی موت کے ذریعے ظہور میں آیا ہے۔ بلاشبہ یہ اسلام کی فتح ہے اور اسکو موت کی راہ سے یہ مدد پہنچی ہے۔ مسیحی مشنری تو کاہے کو اس بات کے روادار ہونے لگے کہ انکی یوروپین سوسائٹی میں کثرت ازواج کا رواج ہو لیکن انکی اشک شوئی اس بات سے ہو جانی چاہیئے کہ بہت سے وہ خدا کے پیارے جنہیں مسیحی مشنری بھی خدا کے فرستادہ اور برگزیدہ مانتے ہیں ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ خود جناب مسیحؑ نے بھی کبھی ایک سے زیادہ بیویاں کرنیکو منع نہیں فرمایا۔ صرف پولوس کی یہ رائے ہے کہ "مسیحی مناد ایک بیوی والا ہونا ضروری ہے" اور بقول لوتھ بائیبل کا یہی ایک مقام ہے جس سے تعدد ازواج کی ممانعت نکلتی ہے اور وہ بھی صرف پادریوں کیواسطے۔ اور چونکہ بائیبل کے اکثر مقدس بزرگ تعدد ازواج پر کاربند تھے۔ لہٰذا اس سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ حد بندی صرف بشپ لوگوں کے لیئے خاص ہے۔ مگر لطف یہ کہ پھر خود بشپ صاحبان کے بارہ میں بھی اس ممانعت کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

زمانہ کے حالات وضروریات نے اسوقت یورپ کو اسلام کی کامل تعلیم کے آگے سر جھکانے پر مجبور کر دیا ہے۔ "موت" اپنا کام کر گئی اور اسلام کو ایسی مدد دے گئی جو دنیا کے پردہ پر اور کوئی شے نہ دے سکتی تھی۔ اب یورپ کم از کم خاص حالات میں تو تعدد ازواج کا قائل ہو ہی گیا ہے۔ جیسا کہ مسئلہ طلاق کے متعلق وہ پہلے ہی اسلامی تعلیم کی صداقت ومعقولیت تسلیم کر چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قرآن مجید کا اسلوبِ بیان

(جناب مکرم چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم - اے کے انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

قرآن شریف کے طرز بیان کی ایک خصوصیت

قرآنِ مجید جس شکل میں اِسوقت ہمارے پاس ہے۔ اُس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی پتہ لگ جاتا ہے کہ اُس کا بیان ایک خاص ربط اور نظم و ترتیب اپنے اندر رکھتا ہے۔ چنانچہ جب ہم عربی متنِ قرآن کو دیکھتے ہیں تو سب سے پہلی بات جو ہمیں معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ تمام کتاب ۱۱۴ غیر مساوی حِصّوں میں منقسم ہے۔ یہ امر کہ اُن حصص کی تقسیم مصنوعی یعنی انسانی دستبرد کا نتیجہ نہیں بلکہ کسی معنی خیز۔ اصول اور حکیمانہ ترتیب پر مبنی ہے۔ اِسی بات سے عیاں ہے کہ تمام سورتیں طوالتِ عبارت کے لحاظ سے باہم برابر نہیں رکھی گئیں۔ اگر یہ حصے مفہوم و مطالب کے ربط و تسلسل کو نظر انداز کر کے ایک لایعنی تقسیم ہوتی تو باغلب وجوہ سب کے سب مساوی ہوتے جیسا کہ بعد میں مسلمانوں نے کُل کتاب کو برابر کے تیس حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصّہ کا نام جُزو یا پارہ رکھدیا تاکہ تلاوت میں سہولت رہے اور ایک اک پارہ روز پڑھنے سے مہینہ بھر کے تیس دنوں میں تمام کلام اللہ شریف ختم کیا جاسکے۔ مصنوعی حِصّوں یا پاروں کے علاوہ دوسری یعنی اصل الٰہی تقسیم میں ہر قدرتی حصّہ کا نام **سورہ** ہے جسکے لغوی معنی قطار یعنی آیتوں کی قطار کے ہیں۔ پھر ان سورتوں کو بھی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹا گیا ہے کہ وہ بھی آپس میں برابر نہیں۔ یہ ٹکڑے **رکوع** کہلاتے ہیں۔ اور رکوعوں کے جدا جدا فقرے **آیات** اور ان آیات کے اندر اوقاف کے نشان دیئے گئے ہیں۔ لیکن انگریزی زبان میں قرآن مجید کے جو مختلف ترجمے اسوقت موجود و متداول ہیں انمیں یہ خطرناک خرابی عام طور پر پائی جاتی ہے کہ اوقاف اور سیاق سباق کا مطلق خیال نہیں رکھا گیا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جب اسکے ساتھ اہم الفاظ کے معانی بھی غلط لے لیئے جائیں تو ادائے مطالب میں بڑی گڑبڑ پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اس صورت میں بجائے اسکے کہ قرآن مجید کی محکم و ابلغ ترتیب

و ترتیب کے مطابق اصل معانی و منشاء عبارت پر ٹھیک ٹھیک روشنی پڑے یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا کتاب کے تمام جملوں کو انمل بے جوڑ اور بالکل بے سروپا خیال کر لیتا ہے ؛

اس کی توضیح کے واسطے مثال کے طور پر کسی انگریزی کتاب کو لے لو۔ اسکے تمام پیرگراف اور علامات و رموز اوقاف یعنی کامے وغیرہ القط کر دو۔ جس سے وہ از اول تا آخر ایک ہی لگاتار دھواں دھار طول طویل عبارت کا طومار بنجائے۔ پھر اُسے کسی غیر زبان میں ترجمہ کرنے لگو اور الفاظ کے معانی بھی اندھا دُھند اناپ سناپ کرتے چلے جاؤ۔ تو اس کا نتیجہ جیسا کچھ مضحکہ خیز ہوگا ہر ایک دانا و فہیم انسان خود سمجھ سکتا ہے۔ یہی حال آج کل کے اُن تراجم قرآن کا ہے جو مخالفین اسلام نے انگریزی میں شائع کیے ہیں ؛

انکے علاوہ دو باتیں اور قابلِ لحاظ ہیں۔ اوّل لُغتِ عربی کی خصوصیات۔ دوسرے یہ امر کہ عربی طرزِ تحریر و تقریر جو اس زبان کے بڑے سے بڑے مصنّفین کی تحریروں میں اتک پایا جاتا ہے زمانہ حال کے طرزِ بیان سے بالکل مختلف ہے۔ عربی میں اکثر الفاظ کے لُغوی معنی اسقدر گہرے اور وسیع و بلیغ ہوتے ہیں کہ انگریزی میں اُن کا مفہوم پورا پورا ادا ہو سکنا محال ہے۔ اور عربی زبان میں معانی کے باریک در باریک امتیاز اور فرق کو ظاہر کرنے کے لیئے جدا جدا لفظ وضع کیئے گئے ہیں اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے کہ اور کسی زبان میں اسکی نظیر تلاش کرنا عبث ہے۔ پھر خود مفرد الفاظ اور مصادر کی تعداد بھی عربی میں حال کی انگریزی زبان کے مفرد الفاظ اور مصادر سے کم از کم چوگنی ہے۔ ان وجوہ سے انگریزی میں عربی کا ٹھیک ٹھیک ترجمہ صراحةً اتنا دشوار ہو گیا ہے کہ اُسے کسی طرح طمانیت بخش نہیں کہہ سکتے۔ یہ صاف بات ہے کہ کسی زبان میں ذخیرہ الفاظ جتنا زیادہ ہو اتنا ہی ایک معمولی فہم و معلومات والے شخص کے واسطے اسکو دوسری زبان میں ادا کرنا مشکل ہو جائیگا۔ اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے کہ صرف دو رنگوں سے نقاشی و گلکاری اسقدر مشکل نہیں جتنی کہ سات رنگوں سے ہوتی ہے ؛

لغتِ عربی کی خصوصیات۔ عربی الفاظ کے وسیع و بلیغ معانی اور انداز زبان و طرز تحریر کا اختلاف

قرآن شریف کا طرز بیان ایسا نہیں جیسا کہ فی زماننا السنۂ مغربی کی طرز تحریر میں پایا جاتا ہے۔ اس میں خیالات کا ربط الفاظ اور جملوں کے ذریعہ ظاہر نہیں کیا جاتا بلکہ خود خیالات کو ہی ایسے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے کہ ان کا باہمی تعلق خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے

عربی میں کلمات ربط یعنی صلہ و شرط وغیرہ کے الفاظ کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :- الا ان للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض الا ان وعد اللہ حق - اس آیت کا دوسرا حصہ ایک دعویٰ ہے تو پہلا حصہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح اس دعوے کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے - یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں اور وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے کیونکہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے اسی کی مخلوق اور اسی کے قبضہ، اقتدار و اختیار میں ہے۔ کوئی شے اسکے قابو سے باہر ہوتی تو یہ بھی ممکن تھا کہ شائد وہ اپنے وعدے پورے کرنے پر قادر نہ ہو سکے۔ برخلاف اسکے زمانۂ حال کا کوئی مصنف اس مطلب کو ادا کرنا چاہتا تو غالباً جملہ کی ترکیب یوں ہوتی :-

"جان لو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ کیونکہ وہ اپنا وعدہ پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے"۔

اس امر کی ایک مثال کہ قرآن شریف کی آیات کا ربط آیات کے مضامین پر غور کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے

اس مثال سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ عربی زبان میں جملوں کے حصص کو ربط دینے والے الفاظ اور جملے بکثرت محذوف ہوتے ہیں اور پڑھنے والے کو غور و تدبر کرکے خود یہ بات نکالنی پڑتی ہے کہ انکا باہمی تعلق کیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جیسے کہ مجھے ایک دفعہ اک تصویر دیکھنے کا اتفاق ہوا جسمیں انسانی زندگی کے مختلف مدارج کے منظر بترتیب سن و سال دکھلائے گئے تھے سب سے پہلی حالت تو اسمیں ایک بالکل ہی ننھے بچہ کی تھی دوسری اس سے ذرا بڑی عمر کے بچہ کی۔ تیسری ایک نوخیز لڑکے کی - اور چوتھی پورے جوان آدمی کی پھر اسی طرح ادھیڑ عمر۔ بوڑھاپے اور اس اخیر وقت کی جبکہ ضعف پیری میں ترقی کرتے کرتے انسان ارذل عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ ہر ایک منظر بجائے خود ایک مکمل تصویر تھی مگر ساتھ ہی وہ اس پوری تصویر کا ایک جزو بھی تھی۔ بلا شبہ ان منظروں میں باہمی تعلق کسی لفظ کے ذریعے بیان نہیں کیا گیا تھا لیکن قیاس و عقل سے ایک انسان سمجھ سکتا تھا کہ اس ساری تصویر میں انسانی زندگی کی مختلف حالتیں دکھلائی گئی ہیں۔ یہی حال قرآن مجید کے مختلف بیانات کا ہے۔ وہ ایک ترتیب خاص سے رکھے گئے ہیں۔ اگرچہ وہ ترتیب بظاہر نظر نہیں آتی لیکن آیات کے مضامین پر غور و تدبر کرنے سے بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے ۔

کسی آیت میں جتنے اہم تر الفاظ ہوں وہ ایک خاص ترتیب سے رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور

الفاظ و آیات کی ترتیب معنی خیز ہوتی ہے

اگرچہ تمام الفاظ کے اپنی اپنی جگہ پر جداگانہ معنی بھی ہوتے ہیں لیکن انکی ترتیب اور محل وقوع بھی بجائے خود ایک معنی رکھتا ہے جو پڑھنے والے کی سمجھ میں اسوقت ہی آ سکتے ہیں جبکہ وہ ایک ایک لفظ پر غائر نظر ڈالے یہی صورت ترتیبِ آیات کی ہے کہ وہ الگ الگ مختلف خیالات کی جداگانہ چھوٹی چھوٹی تصاویر پیش کرتی ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر مکمل و مستقل۔ مگر جب ان سب کو ملا کر پڑھا جاوے تو پتہ لگتا ہے کہ وہ دراصل ایک بڑی تصویر کے اجزاء ہیں۔ عام طور پر ہر رکوع (پیریگراف) میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر رکوعوں کی ترتیب کا بھی یہی حال ہے۔ یعنی انہیں سے ہر ایک بجائے خود بھی مکمل مفہوم و مطالب کو لئے ہوتا ہے۔ پھر کسی سورہ کے تمام رکوع ملکر اسکے ماحصل کی تکمیل بھی کرتے ہیں۔ اسلام کی مقدس کتاب میں یہ ایک خاص اسلوبِ بیان پایا جاتا ہے اور عربی ادب اسی کا مقلد ہے۔ یہاں تک کہ اس کی جھلک زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) کے قصائد وغیرہ میں بھی کہیں کہیں نظر آتی ہے۔ گو عربی قصائد کا انداز بیان اپنی جگہ پر کچھ علیحدہ ہی وضع کا واقع ہوا ہے اس میں ترتیب الفاظ و عبارات چنداں معنی خیز نہیں ہوتی۔ تاہم جن لوگوں نے ادب عرب کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بارہ میں ہمارے اس خیال کی تائید کرینگے کہ عربی شاعر ایک مربوط و مسلسل حکایت بیان کرنیکے بجائے مختلف تصاویر لفظی کے ذریعے اپنے خیالات و خواہشات کا ایک نقشہ کھینچنے کی کوشش کرتا ہے۔

اب ایک اور مشہور مثال کو لو۔ وہ اذان ہے یعنی اسلامی عبادت (نماز) کے بلاوے کا اعلان:-

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ مکرر۔ اشہد ان محمداً رسول اللہ مکرر۔ حی علی الصلوٰۃ مکرر۔ حی علی الفلاح مکرر۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔ یہ سب کلمات جدا جدا بھی ایک مستقل مفہوم ادا کرتے ہیں اور جب ان کے مضامین پر غور کیا جاوے تو ان میں باہم ایک ربط بھی ہے۔

ایک دوسری مثال سبعہ معلقہ کی ہے۔ ان قصائد کے طرز بیان میں بھی یہی بات پائی گئی پھر حدیث نبویؐ کی مشہور اور سب سے مسلم و مستند کتاب بخاری شریف میں بھی اس امر کی تصدیق کرنیوالی مثالیں بہتیری ملسکتی ہیں۔ اسکے پہلے باب کے شروع ہی میں جو وحی الٰہی پر باندھا گیا

ہے یہ حدیث شریف آتی ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔ اب ایک معمولی فہم والا انسان تو اس باب کا مطالعہ کرتے وقت یہی توقع رکھیگا کہ ابتدا سے ہی وحی الٰہی کا بیان ہو۔ مگر یہاں ارشاد کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ جسے پڑھکر دل میں قدرتہً یہ سوال پیدا ہوگا کہ محدث کی اس سے کیا مراد ہے ؟ لیکن اگر وہ ذرا غور و تدبر کرے تو اسکو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ محترم مولف اپنی کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو متنبہ کرنا چاہتا ہے کہ پڑھنے سے قبل اپنے قلب کو ٹٹولکر نیت اور ارادہ دلی کا پتہ لگالے جو اس تحصیل علم کے مدّ نظر ہے کیونکہ اسے ارادوں کے موافق ہی اجر ملتا ہے ۔

امید ہے کہ ان چند مثالوں اور توضیحات سے ادب عرب اور قرآن مجید کے طرز بیان کی نوعیتِ خاص بہت کچھ ناظرین کی سمجھ میں آگئی ہوگی ۔ وہ کیسا لطیف اور کیسا زبردست ہے ۔ اپنی بلاغت اور وسعت معانی کے سبب تھوڑے سے لفظوں میں کتنا وسیع مفہوم ادا کر دیتا ہے ۔ پھر ایک عدیم المثال خوبی و کمال اسمیں یہ ہے کہ اسکے عالمانہ و فلسفیانہ استدلال میں بھی زبان کی دلفریبی اور شاعرانہ حُسن کلام قائم رہتا ہے حالانکہ علمی دلائل دیتے وقت عام طور پر اس کا التزام دشوار بلکہ محال ہوتا ہے ۔

(باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

انگلستان :- حضرت مفتی محمد صادق صاحب ونٹنور واقع جزیرہ وائٹ میں مصروف تبلیغ ہیں آپکا وہاں کے ٹاؤن ہال میں ایک لیکچر ہو چکا ہے وہاں کے اخبارات میں اس لیکچر کی نسبت تعریفی ارٹکل شائع ہوئے ہیں ۔

حضرت مفتی صاحب نے ایک لیکچر ۴۔ دسمبر کو "انٹرنیشنل سوسائٹی آف فلاسفی آرٹ اینڈ سائنس" میں عربی اور عبرانی کے مقابلہ پر دیا تھا اس کے متعلق ایک انگریز خاتون نے نظم کے ذریعہ سے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے ۔

مولوی قاضی عبداللہ صاحب لنڈن میں نہایت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں ۔ آپ

ہر ہفتہ لنڈن میں تقریر فرماتے ہیں اور ۸ جنوری کی تازہ اطلاع میں لکھتے ہیں کہ "گذشتہ اتوار کو میری تقریر زندہ مذہب اسلام پر تھی اور ایک صاحب مسٹر سینکہ نام سے جو جہاندیدہ سیاح اور نہایت ذہین آدمی ہیں۔ دو گھنٹہ تک ہستی باری تعالیٰ پر گفتگو رہی آخرش انہوں نے نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق دل سے اقرار کیا" الحمد للہ

۶۔ جنوری کو لنڈن میں سلسلہ احمدیہ کے مکان پر جلسہ دعا ہوا اور انگریز احمدیوں نے مع چند دیگر حاضرین کے ملک معظم کی فتح کے لیئے دعا کی ❊

ماریشس :۔ مولوی غلام محمد صاحب روزہل میں اور مولوی عبید اللہ صاحب سینٹ پیری میں تبلیغ کا کام کرتے اور درس قرآن دیتے ہیں۔ مخالفت زوروں پر ہے شمالی ہند سے دشمن برابر اپنا گندہ لٹریچر بھیجتے رہتے ہیں ❊

سیلون :۔ برادر اے۔ پی ابراہیم مالاباری صاحب جو مالابار کے باشندے ہیں اور بغرض کاروبار کولمبو گئے ہیں آج کل کولمبو میں بہت مفید کام کر رہے ہیں۔ اُنکے جانے کے بعد تیرہ آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں باوجود مخالفت سیلون کی مختصر جماعت اپنا اخبار شائع کرتی اور تبلیغ میں ساعی ہے ❊

نائیجیریا :۔ نائیجیریا کے تازہ خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ انشاء اللہ مبلّغ کے جانے پر وہاں احمدیت کے لیئے بڑا میدان ہوگا۔ وہاں کی جماعت خدا کے فضل سے اخلاص میں ترقی کر رہی ہے ❊

اسٹریلیا :۔ برادر حسن موسیٰ خاں صاحب ایڈلیڈ میں کام کر رہے ہیں اخبارات میں ٹرکی کے متعلّق مسیح موعودؑ کی پیشگوئی شائع کرنا بہت مفید ثابت ہوا ہے احباب برادر موصوف کی صحت کے لیئے دعا فرما دیں ❊

متفرق :۔ علاقہ کٹک میں احمدیوں کی سخت مخالفت ہو رہی ہے مگر اللہ کے فضل سے وہاں جماعت بھی ترقی کر رہی ہے ایک ہی دن میں ایک جگہ سے ۸۳ آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ حکیم خلیل احمد صاحب بمبئی میں پوری تندہی سے کام میں مشغول ہیں اُنکی تقریریں نہایت توجہ سے سُنی جا رہی ہیں معزز طبقہ کی ایک جماعت آپ سے سلسلہ کی نسبت واقفیت

حاصل کر رہی ہے برادر محمد عثمان صاحب نے ڈبھوٹی ریاست بروده میں تبلیغ کے فرض کو جس خوبی سے سرانجام دیا ہے اُسکے لیئے وہ تحسین کے مستحق ہیں اور خدا نے انکی محنت بر آری کی ہے ایک شریف خاندان ناگر برہمن تعلیم یافتہ جنٹلمین ڈاکٹر نصیر الدین کے نام سے مع اپنی اسرائیلی النسل نو مسلمہ بیوی کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ۔ برادر فاضل شاہ میسور میں۔ محمد پریل سندھ میں۔ اخویم سردار خاں صاحب شولاپور میں۔ اور اکثر دوست ہندوستان کے اندر اور باہر آسمان سے آئے ہوئے نور کی اشاعت کر رہے ہیں ؛

اضلاع پنجاب میں ترقی اسلام کے واعظین دورہ کر رہے ہیں مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری اسوقت ضلع جالندھر میں اور مولوی حافظ جمال احمد صاحب علاقہ منٹگمری میں دعوت سلسلہ کے فرائض ادا فرما رہے ہیں ؛

نوٹ

ارشاد حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان کے ماتحت جو رپورٹ ہے اسے صفحہ ۸۱ تا ۸۴ پر ملاحظہ فرماویں ؛

مینجر ریویو

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۶ء

صیغہ تعلیم

فیس اسکول	جرمانہ	چندہ	عطیہ	ارکانِ انجمن	متفرق	گرانٹ سرکاری	متفرق	نیا ساہو	بقایا سابقہ	میزان آمد	عملہ ماہانہ	عملہ وردی	سائر فرنیچر	ادائیگی	اسکول	عمود	وظائف	صیغہ تعلیم	میزان	بقایا	خیرہ	وظیفہ	میزان	بقایا سابقہ	بقایا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — تعمیر

چندہ مدرسہ	وظائف	وصیت	متفرق	عطیہ فنڈ	صادقان کا اشاعت	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	عملہ مدرسہ	عملہ بورڈنگ	سائر مدرسہ	سائر بورڈنگ	وظائف	کتب	صادقان لائبریری	میزان خرچ	فاضل	متفرق	سود	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	اخراجات متعلقہ	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — بیت المال

اعانت	انگریزی	اردو	متفرق	کرایہ مکانات	میزان	بقایا سابقہ	میزان	عملہ	انگریزی	اردو	متفرق	میزان خرچ	بقایا	کار	عطیہ لائبریری	متفرق	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	عملہ	وظائف	اہل بیت وظائف	خورد و نوش	سائر	خورد و نوش	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ بہشتی — یتامیٰ — زکوٰۃ

حصہ آمد	وصایا	زرِ اول	ماہانہ	تبلیغ	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	انتظام	تبلیغ	الاوُنس	ماہیجی	دفتر	میزان	بقایا	خیرہ	فاضل سابقہ	فاضل	وظائف	فاضل	خیرہ	بقایا سابقہ	میزان	وظائف	متفرق	میزان	بقایا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان

یکم دسمبر ۱۹۱۷ء

تعلیم	۵	۱۰	۱۴۱۳۶
اشاعت اسلام	۹	۳	۵۰۹۸
مقبرہ	۳	۱۱	۸۷۳۲
مساکین	۲	۱	۴۳۹۵
زکوٰۃ	۵	۸	۸۸۱
بورڈران احمدیہ	۳	۳	۴۴۱
امانت اندرونی	۰	۱۵	۳۱۸۰
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۰۲
امانت بیرونی	۰	۰	۶۱
میزان بقایا	۹	۷	۴۰۸۲۹
منہائی فاضل	۸	۱	۳۱۱۶۹
باقی	۱	۶	۹۶۶۰
منہائی پیشگی	۶	۱۴	۹۰۲۹
	۷	۷	۶۳۰

تفصیل فاضل صیغہ جات صدر انجمن

مدرسہ احمدیہ	۶	۰	۷۹۶۹
بیت المال	۴	۰	۱۸۲۹۰
تعمیر	۲	۲	۳۰۱۱
یتامیٰ	۱۰	۳	۳۰۲۸
متفرقات	۰	۹	۱۸۸۵
بورڈران ہائی	۶	۱۳	۶۸۴
میزان فاضل	۸	۱	۳۱۱۶۹

پیشگی صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ

کل میزان پیشگی صیغہ جات	۶	۱۴	۹۰۲۹

محاسب
خلیفہ رشید الدین

ناظر
محمد اشرف

متفرقات											بورڈران ہائی									مستقل فنڈ		
[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	باقی	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	بقایا سابقہ	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران احمدیہ										امانت اندرونی					امانت بیرونی
[illegible]	[illegible]	میزان	بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی	امانت اندرونی	بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	باقی	بقایا سابقہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ریویو کی حالت دن بدن بلحاظ خریداری قابل توجہ تھی۔ چونکہ یہ رسالہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان اغراض کے پورا کرنیکے لیئے جن کے لیئے اللہ تعالیٰ نے آپکو مبعوث فرمایا تھا۔ خود جاری کیا تھا اور اس سے کوئی تجارتی امر مدّ نظر نہ تھا۔ بلکہ اشاعت اسلام۔ اور یہ بڑا اہم کام تھا۔ چنانچہ آپؑ نے خود اپنے قلم مبارک سے اسوقت تین صفحہ کا اشتہار تحریر فرما کر دیا جسکا نام ”حضرت اقدسؑ کی طرف سے جماعت کو ارشاد“ ہے۔ اس اشتہار میں حضورؑ نے اپنی جماعت کو اس رسالہ کی خریداری اور اعانت کیلیئے بتاکید ارشاد فرمایا تھا۔ پس آپؑ کا جماعت کو ارشاد دینا اور پھر تین صفحہ کے لیئے قلم اُٹھا کر تکلیف گوارہ کرنا یہ معمولی سی بات نہیں۔ ایک وقت آئیگا کہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک سے ایک سطر لکھی ہوئی کو تلاش کرینگے۔ اور ترسینگے۔ اور اس سے بڑھکر اور کیا دردمندانہ اور تاکید کے الفاظ ہو سکتے ہیں۔ کہ آپنے فرمایا کہ ”اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لیئے ایک ماتم ہوگا۔ اسلیئے مَیں پوری زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسوقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک انسے ممکن ہے اپنی ہمّت دکھلادیں“۔ اور پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ ”جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق ان اغراض میں مدد دیگا مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کریگا۔ مَیں اُمید نہیں رکھتا۔ کہ اسکے مال کے خرچ سے اسکے مال میں کچھ کمی ہوگی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی“۔ پس جو شخص خدا کے فضل سے اب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اس کے لیئے یہی وقت خدمت کرنیکا ہے۔ اور جس شخص کو پہلے خدمت کا موقع نہیں ملا۔ وہ اسوقت ہی خدمت بجالا کر ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کے درد سے بھرے ہوئے الفاظ کو اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں ہونے دیگا۔ اور اگر آپکے منشاء کے مطابق اس وقت دس ہزار خریدار ریویو نہیں تو

تو انشاء اللہ ایک زمانہ آتا ہے کہ ضرور اللہ کے فضل سے اسقدر تعداد ہو جاویگی۔ سو اللہ تعالیٰ نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ کو حضرت اقدسؑ کے اس ارشاد کی طرف متوجہ کیا اور اخلاص و درد عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ نے توسیع خریداری ریویو کے لئے احباب میں پُرجوش تحریک کی۔ اور انہیں سے اکثر احباب نے آپ کی آواز پر لبیک کہا گو اسوقت تک بعض احباب کی طرف سے اطلاع نہیں پہنچی کہ انہوں نے اس بارہ کیا کارروائی کی ہے۔ مگر امید ہے کہ وہ ضرور اس کارخیر میں حصّہ لیتے ہونگے۔ اور جلدی نتیجہ سے آگاہ فرماوینگے۔ بہرحال اس نیک کام میں رسالہ خریدنے والوں اور تحریک کرنے والوں کو ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اجر عظیم عطا فرماوے آمین

ایام جلسہ اور اسکے بعد کی رپورٹ آج ۲۱- فروری ۱۹۱۸ء تک حسب ذیل ہے:-

(۱) ایام جلسہ میں ۴۹ اُردو اور ۱۴ انگریزی ریویو کے خریدار ہوئے۔

(۲) حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور ۲۰ اُردو ۲۱ انگریزی۔

نوٹ:- اس تعداد میں سے پانچ پرچوں کی قیمت میاں چراغدین صاحب نے ادا کر کے غیر احمدی تاجروں کے نام ریویو جاری کرایا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

(۳) منشی فرزند علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شہر فیروزپور ۲۸ اُردو ۳ انگریزی۔

(۴) منشی محمد نذیر حسین صاحب سکرٹری " گھٹالیاں ضلع سیالکوٹ ۱۸ اُردو ایسے چھوٹے گاؤں میں اسقدر تعداد اُردو کی قابل تعریف ہے۔

(۵) سید میر حامد شاہ صاحب " " سیالکوٹ ۲۷ اُردو ۳ انگریزی۔

(۶) بابا محمد حسن صاحب واعظ کو اس مقصد کیلئے سکرٹری صاحب نے علاقہ دوآبہ میں بھیجا ہوا ہے جنہوں نے اب تک ۳۶ خریدار اُردو ریویو کے بھجوائے ہیں درآنحالیکہ یہ علاقہ زیادہ تر ناخواندہ لوگوں کا ہے۔ بعض ناخواندہ لوگوں نے طلباء لڑکے ولڑکیوں کے نام ریویو جاری کرایا۔ جزاہم اللہ خیراً ابھی کام جاری ہے۔

(۷) بابو محمد طفیل صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بٹالہ ضلع گورداسپور ۱ اُردو ریویو۔ یہ تعداد بٹالہ جیسے شہر میں کم ہے۔ اور ابھی اور ناموں کی امید ہے۔

(۸) منشی قدرۃ اللہ صاحب سنوری ۴ اُردو ریویو

(۹) ڈاکٹر عباداللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر ۳ اُردو ۲ انگریزی

انگریزی پرچوں کی قیمت خود ادا کرینگے۔ اور فرمایا کہ اگر مَیں بیس خریدار ریویو پورے نہ کر سکا تو جسقدر کم ہونگے انکی قیمت مَیں اپنی گرہ سے ادا کرونگا۔ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے قبل ازیں بھی۔ علاوہ انکے اپنے پرچہ انگریزی کے (اردو کے چار) پرچے ولایت جاتے رہے ہیں۔ گویا چوبیس روپے سال ادا کرتے رہے ہیں۔ جزاہ اللہ خیرا۔

(۱۰) قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور ۱۰ اُردو ۱۰ انگریزی

(۱۱) ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سکرٹری 〃 پٹیالہ ۱۱ خریدار اُردو ریویو۔

نوٹ۔ چھ خریدار اُردو ریویو کے گذشتہ موسم گرما میں دے چکے ہیں۔

(۱۲) میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر ۶ خریدار اُردو ریویو۔

(۱۳) سید محمد عبد المجید صاحب 〃 〃 منصوری ۳ خریدار اُردو ریویو ابھی اور انکا انتظار ہے

(۱۴) منشی محمد یوسف صاحب 〃 〃 مردان ۹ اُردو ایک انگریزی

(۱۵) منشی جعفر علیخاں صاحب 〃 〃 چھاؤنی انبالہ ۲ 〃 ۲ 〃

(۱۶) قاضی حبیب اللہ صاحب لاہوری ۹ 〃 ایک 〃

(۱۷) بابو اللہ بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جہلم ۳ 〃 ۲ 〃

(۱۸) بابو محمد یوسف صاحب 〃 〃 لائل پور ۷ 〃

(۱۹) مولوی محمد عبد اللہ صاحب منشی محکمہ نہر سرگودہ ۲ اُردو اور ایک پرچہ اُردو کی قیمت ایک شخص سے بطور اعانت

(۲۰) منشی محمد الدین صاحب پٹواری نہر حلقہ رشیدہ ضلع ملتان ۲ اُردو ایک انگریزی۔

(۲۱) میاں نیاز محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس علاقہ سندھ ۵ اُردو۔ ابھی اور بھی انتظار ہے۔ انگریزی کا پرچہ خود اس سال سے خریدا ہے۔

(۲۲) چودھری سردار علی صاحب بمبئی ایک اُردو بہت سا کام باقی ہے۔

(۲۳) میاں اللہ دتا صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شاہدرہ ایک اُردو

(۲۴) ماسٹر فتح محمد صاحب سکرٹری 〃 پاک پٹن ایک اُردو

(۲۵) بابو برکت علی صاحب 〃 〃 شملہ ۳ انگریزی۔

(۲۶) میاں نور الحسن صاحب 〃 〃 علیگڈھ ایک انگریزی۔

(۲۷) مولوی علی احمد صاحب پروفیسر جوبلی کالج بھاگلپور ایک اُردو

(۲۸) منشی نور احمد خان صاحب محرر دفتر سکرٹری قادیان ایک طالب علم کے نام قیمت خود عطا کر کے ریویو اُردو جاری کرایا۔

علاوہ اسکے قریباً ۲۷ اُردو اور ۱۵ انگریزی خریدار ریویو متفرق طور پر آئے۔ گویا خلاصہ رپورٹ یہ ہوا کہ اس غیر معمولی سعی سے ایام جلسہ سے ۲۱۔ فروری ۱۹۱۸ء تک دو ماہ کے عرصہ میں ۲۹۰ خریدار اُردو ریویو کے اور ۷۹ خریدار انگریزی ریویو کے یعنی ۳۶۹ جدید خریدار ریویو آئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو جزائے خیر عطا فرماوے جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔ اور مجھے اُمید ہے کہ اگر اسی شوق سے یہ کام جاری رہا تو جیسے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا منشاء ہے۔ موجودہ تعداد جماعت کے لحاظ سے ریویو کی دس ہزار اشاعت مشکل نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ فضل کرے۔ آمین۔

ذیل کے اصحاب کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں پہنچی اسلئے انکے نام اس رپورٹ میں شامل نہیں ہو سکے ہاں بعض کی طرف سے اس رپورٹ کے لکھے جانیکے بعد اور ایسا ہی جنکے نام اس رپورٹ میں درج ہو چکے ہیں انمیں سے بعض کی طرف سے مزید فہرستیں خریداران ریویو کی پہنچی ہیں جو آئندہ ماہ درج ہو سکینگی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

۱۔ مولوی عبد العزیز صاحب۔ سہارنپور۔ ۲۔ میاں محمد تقی صاحب۔ سنور۔ ۳۔ چودھری نصر اللہ خان صاحب ڈسکہ

۴۔ میر بشارت احمد صاحب۔ حیدر آباد دکن۔ ۵۔ بابو محمد اکبر صاحب۔ ڈیرہ غازیخان

۶۔ غلام احمد خان صاحب۔ پاک پٹن۔ ۷۔ سید محمد اشرف صاحب۔ ملتان

۸۔ قاضی فضل کریم صاحب۔ لاہو۔ ۹۔ شیخ عبد الرشید صاحب۔ میرٹھ۔ ۱۰۔ مستری احمد الدین صاحب۔ بھیرہ

۱۱۔ حکیم خلیل احمد صاحب۔ بمبئی۔ ۱۲۔ میر محمد سعید صاحب حیدر آباد دکن۔ ۱۳۔ مولوی عمر الدین صاحب شملہ

۱۴۔ منشی عبد العزیز صاحب دفتر ضلعدار نہر ٭ **فتح محمدؐ۔ مینجر ریویو از قادیان**

اطلاع

جنوری ۱۹۱۸ء کا ریویو ختم ہو چکا ہے اور اب دوبارہ چھپوایا جاویگا جو لوگ نئے خریدار ہوئے ہیں۔ اور انکے نام جنوری کا ریویو نہ پہنچا ہو۔ وہ انتظار کریں۔ انشاء اللہ دوبارہ چھپوانے پر روانہ خدمت ہوگا۔ جنوری کا پرچہ بہت عجیب و پڑھنے کے قابل ہے ٭

مینجر ریویو